قادیان دار الامان سے ہر مہینہ کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح

مصباح

جلد ۱۳

نمبر ۱۳

احمدی خواتین کا

ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد یعقوب مولوی فاضل

چندہ سالانہ دو روپے

ستمبر ۱۹۳۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عفت کے قیام کا ایک یقینی ذریعہ

(از تحریرات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"یہ بات ہر ایک فہیم انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ بہت سا حصہ انسانوں کا نفس امّارہ کے ماتحت چل رہا ہے۔ اور وہ اپنے نفس کے ایسے قابو ہیں کہ اس کے جوشوں کے وقت کچھ بھی خدا تعالیٰ کی سزا کا دھیان نہیں رکھتے۔ جوان اور خوبصورت عورتوں کو دیکھ کر بدنظری سے باز نہیں آتے۔ اور ایسا ہی بہت سی عورتیں ہیں۔ کہ خراب دلی سے بیگانہ مردوں کی طرف نگاہیں کرتی ہیں۔ اور جب فریقین کو باوجود ان کی اس خراب حالت میں ہونے کے پوری آزادی دیجائے تو یقیناً ان کا وہی انجام ہوگا۔ جیسا کہ یورپ کے بعض حصّوں سے ظاہر ہے۔ ہاں جب یہ لوگ درحقیقت پاک دل ہو جائیں گے۔ اور ان کی امّارگی جاتی رہے گی۔ اور شیطانی رُوح نکل جائے گی۔ اور ان کی آنکھوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جائیگا اور ان کے دلوں میں خدا کی عظمت قائم ہو جائیگی اور وہ ایک پاک تبدیلی کر لیں گے۔ اور خدا ترسی کا ایک پاک چولا پہن لیں گے۔ تب جو چاہیں سو کریں۔ کیونکہ اس وقت وہ خدا کے ہاتھ کے خوجے ہونگے گویا وہ مرد نہیں ہیں۔ اور ان کی آنکھیں اس بات سے اندھی ہونگی کہ نامحرم عورت کو بدنظری سے دیکھ سکیں۔ یا ایسا بدخیال دل میں لا سکیں۔ مگر اے پیارو! خدا آپ تمہارے دلوں میں الہام کرے۔ ابھی وہ وقت نہیں کہ تم ایسا کرو اور اگر ایسا کرو گے۔ تو ایک زہرناک بیج قوم میں پھیلاؤ گے۔ یہ زمانہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی رسم نہ ہوتی۔ تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ کل جُگ ہے۔ اور زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شراب خوری کا زور ہے۔ اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے احکام کی دلوں میں سے عظمت اُٹھ گئی ہے۔ زبانوں پر سب کچھ ہے۔ اور لیکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں۔ مگر دل رُوحانیت سے خالی ہیں۔ ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بنوں میں چھوڑ دیا جائے۔" ..... "اُٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو! اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا۔ لیکن جو شخص ظلم اور تعدی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اسکو اسی جگہ سزا دیجاتی ہے۔ تب وہ خدا کی سزا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتا۔ سو اپنے خدا کو جلد راضی کر لو۔" .....

(لیکچر لاہور صفحہ ۲۸-۲۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معارف القرآن

یعنی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کے

فرمودہ درس قرآن شریف سے نوٹ

(مرتبہ لجنہ اماء اللہ قادیان)

سورۃ البلد پارہ ۳۰

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۙ لا جو اکثر دفعہ شروع میں آتا ہے۔ یہ ذہنی یا مذکور مضمون کو مضبوط کرنے کے لئے آتا ہے۔ خواہ نفی کے لئے ہو۔ یا اثبات کے لئے۔ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی۔ یا شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں اس شہر یعنی مکہ کو۔

وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۙ اس حالت میں کہ تو اس شہر میں حِل ہے۔ حِل مصدر ہے حَلَّ کا۔ اس کے علاوہ حِل اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جو حرم مکہ کے باہر ہے۔ حل حلال کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ حل (۱) مقصود۔ (۲) جس کام کے پیچھے انسان پڑا ہوا ہو۔ (۳) نشانہ۔ (۴) قسم توڑنا۔ (۵) کنارہ کرنا۔ جو کسی جگہ پر آکر اترے۔ ٹھہرا ہوا ہو۔

اے محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو اس مقام میں حِل ہے۔ یعنی یہ مکہ جو کہ حرم ہے۔ سب کی جان اس میں محفوظ سمجھی جاتی ہے مگر تیری جان اس میں محفوظ نہیں ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ نے مکہ کو ارض حرم بنایا ہے۔ اسی طرح قادیان کو بھی ارض حرم کہا ہے۔

حِل کے معنے نازل ہونے کے بھی ہیں۔ اس میں یہ پیشگوئی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافر لوگ پہلے مکہ سے نکال دینگے۔ پھر دوبارہ آپ اس میں داخل ہوں گے۔

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ اور ہم شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں باپ کو بھی اور بیٹے کو بھی۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۭ یقیناً ہم نے انسان کو ایسا پیدا کیا ہے کہ اس کے لئے محنت کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ کبد: محنت مشقت

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ کیا وہ یہ گمان کرتا ہے۔ کہ کوئی اس پر قابو پانیوالا نہیں ہے۔ یہ خدا کے پاس جاکر کیا پیش کرے گا۔

يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۭ وہ کہتا ہے کہ میں نے بڑا مال خرچ کیا ہے۔

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۭ کیا وہ خیال کرتا ہے۔ کہ اس کو کوئی دیکھ نہیں رہا۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں۔ اور زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ اور ہم نے اسکو دو گھاٹیوں کی طرف ہدایت کی۔ نجد: اونچا ٹیلہ۔ ٹمار رہنما۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ماں کا دودھ پینے کی اسکو ہدایت کردی۔ یا ہم نے اس کے لئے دو استاد مقرر کر دیئے۔ ایک روحانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُوسرا جسمانی +

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ه وہ چوٹیوں پر تو کیا گزرے گا - وہ تو گھاٹیوں میں سے بھی نہ گزر سکا +

وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ه اور تجھے کس نے بتایا ہے کہ عقبہ کیا ہے -

فَكُّ رَقَبَةٍ ه یہ آزاد کرنا ہے گردن کا +

اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ه یا بھوک والے دن کھانا کھلانا ہے - یعنی اسکو بھوک لگی ہوئی ہو - یا جب دُوسرے کو بھوک لگی ہوئی ہو +

یَتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ه ایسے یتیم کو جو اپنا رشتہ دار ہو

اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ه یا فقیر کو جس کی جان پہچان بھی نہ ہو + ذا متربۃ : خاک والا - یعنی دُور کا آیا ہوا ہو جس کی جان پہچان بھی نہ ہو +

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ه پھر وہ مومن بھی ہوتا ہے - اور دُوسروں کو صبر کی نصیحت کرتا رہتا ہے - صبر : نیکی پر قائم رہنا - مصیبت پر نہ گھبرانا مطلب یہ ہے کہ ایکدوسرے کو رحم کی نصیحت کرتے رہتے ہیں -

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ه یہ وہ لوگ ہیں دائیں ہاتھ والے - برکت والے +

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ه اور وہ لوگ جنہوں نے ہمارے نشانوں کا انکار کیا - وہ نحوست والے یا بائیں طرف والے ہوں گے +

عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ع اُن پر تیز آگ ہوگی + مُؤْصَدَۃ : آگ جسپر بند دروازے ہوں - یا تیز آگ + مکانوں میں جو چمنیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں - اگر ان کے آگے کپڑا رکھکر ان کو بند کیا جائے - تو آگ بہت زیادہ بھڑک اُٹھتی ہے - اسی طرح کفار کو آگ میں داخل کرکے دروازے بند کر دیئے جائیں گے +

سُورۃ الشمس پارہ ۳۰

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ه میں شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں سُورج کو اور اسکی روشنی کو +

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ه اور چاند کو جب وہ سُورج کے سامنے آجاتا ہے -

وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ه اور ہم دن کو پیش کرتے ہیں شہادت کے طور پر جب کہ دن کو روشن کرتا ہے - یہ عربی زبان میں بھی اور ہماری زبان میں بھی محاورہ ہے کہ بجائے یہ کہنے کے کہ سُورج دن کو روشن کرتا ہے - ہم کہہ دیتے ہیں کہ دن سُورج کو روشنی دیتا ہے - سُورج چاند کے چلنے کے دن مقرر ہیں - اور وہ وقت مقررہ پر آتے ہیں - اللہ تعالٰی فرماتا ہے - ہم اس وقت کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں +

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰهَا ه اسکے مقابل میں رات کے وقت کو لو جب وہ سُورج کو ڈھانپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیتی ہے +

وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَاO اور ہم آسمان کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور اس چیز کو جس نے اُس کو بنایا۔ آسمان کے معنے بادل کے ہیں۔ وَمَا بَنٰهَا: وہ مادہ جس سے یہ چیزیں بنتی ہیں۔ ہم شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ یا اُسکے بننے کے طریق کو ہم شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں +

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَاO اور زمین کو اور جس چیز نے اس کو بچھایا ہے۔ بچھانا قابل رہائش بنانا۔ جس طرح اُوپر سے بارش ہونے کی وجہ سے زمین سے چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی طرف سے کلام آنے پر انسانوں کے اندر ترقی کرنے اور بڑھنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے اور ان کے نفس پاک ہو جاتے ہیں +

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَاO اور ایک نفس کی قسم اور اس کی جس نے اس کو درست بنایا۔ یعنی جس نے اس میں تمام کمالات اور خوبیاں رکھیں +

سَوّٰهَا: بے عیب بنانا +

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَاO پھر اسکے اندر ایک ضمیر رکھدی ہے۔ اور اس کے دل میں بدی کی نفرت اور نیکی کی محبت رکھدی۔ اسی طرح جب آسمان سے خدا تعالیٰ کے کلام کی بارش ہوتی ہے۔ تو بعض انسانوں کے گند ظاہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کے کمالات ظاہر ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کیطرف سے ان کی نشو و نما ہوتی ہے +

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَاO وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَاO کامیاب ہو گیا جس نے اُسکو صاف رکھا۔ اور ہلاک ہو گیا وہ جس نے اچھی بھلی چیز بگاڑ دی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے بلندی حاصل کی وہ کامیاب ہو گا۔ اور جو زمین کی طرف گیا۔ وہ نامراد ہو گیا +

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَاO اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَاO ثمود نے خدا کی سچائی کو اپنی سرکشیوں کی وجہ سے جھٹلایا۔ (دَسّٰهَا۔ نیچا کر دیا اسکو گمراہ کر دیا۔ خراب کر دیا) جبکہ ان میں اٹھا جو بڑا بدبخت تھا۔

فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَاO پس اللہ تعالےٰ کے رسول نے اُن سے کہا۔ چھوڑ دو یا ڈرو اللہ کے ناقہ سے اور اُس کے پانی پلانے سے۔ نَاقَةَ اللّٰهِ سے مُراد رسُول ہے یعنی مَیں اس اُونٹنی پر سوار ہوتا ہوں۔ میری تبلیغ کو نہ روکو + دُنیا میں قاعدہ ہے کہ کسی کی سواری کو روکنا اُس کے مالک کو روکنا ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا ہو۔ اور کوئی اُس کا گھوڑا روک لے۔ تو وہ اُس کو کہیگا کہ گھوڑا چھوڑ دو۔ جس سے اس کا یہ مطلب ہو گا۔ کہ مجھے جانے دو۔ نہ یہ کہ گھوڑے کو اکیلا جانے دو۔ تو چونکہ اُونٹنی کا روکنا گویا حضرت صالح کو تبلیغ سے روکنا تھا۔ اس لئے ان کو سزا ملی +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا ۔ پس انہوں نے
جھٹلایا اس کو اور اُونٹنی کے چاروں پاؤں کاٹ
دیئے۔ عقر کے اصل معنے ہیں۔ تلوار مار کر یک دفعہ
چاروں پاؤں اُڑا دیئے۔

فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ
فَسَوّٰهَا ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو کلی طور
پر ہلاک کر دیا۔ ان کے گناہ کی وجہ سے۔ اور ان کی قوم
کو ذلیل کر دیا۔ دمدم: ایسا ہلاک کیا کہ کچھ باقی نہ
رہا۔ فَسَوّٰهَا: ہیں ھا کی ضمیر ارض کی طرف
جاتی ہے۔ یعنی فَسَوّٰى عَلَيْهِمُ الْاَرْضَ یا
دمدم کی طرف یعنی ہلاکت کو ان پر عام کر دیا۔

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۔ اور اللہ تعالےٰ
اُس کے انجام کی پرواہ نہیں کرتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا
جب عذاب آتا ہے۔ تو نہائت سخت ہوتا ہے۔
کیونکہ اللہ تعالےٰ اُس کے نتائج کا خیال نہیں
کرتا۔ پھر جو تباہی بھی ایسی قوم پر پڑ جائے۔
اُس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔

رپورٹ لجنہ اماء اللہ امرتسر

لجنہ اماء اللہ امرتسر کا جلسہ حسب دستور مورخہ ۲۷ اگست کو ہوا
تلاوت و نظم۔ ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ اور دیگر مفید مضامین
سنانے کے بعد ایک سوسائٹی بنام ناصرات الاحمدیہ بنائی گئی۔
جسمیں ہر لڑکی کو شامل ہونے کی تلقین کیگئی اور ان سے یہ وعدہ لیا
گیا کہ (۱) کم از کم ایک ناخواندہ کو پڑھائینگی (۲) ہمیشہ سچ بولینگی
(۳) سادہ زندگی بسر کرینگی (۴) سلسلہ کی ترقی کا خیال رکھینگی۔ "
" ابھی تک سات ممبر بن چکی ہیں۔ مقامی مسجد احمدیہ کی مرمت کیلئے چندہ بھی اکٹھا کیا گیا۔ کل وعدے ۱۵ کے ہوئے ہیں۔ (خورشید انور سکرٹری

صداقتِ احمدیت

۵

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا
(مسیح موعودؑ)

احمدی بہنوں کو معلوم ہے کہ ہمارے امام و
مقتدا حضرت مرزا غلام احمدؑ خدا تعالےٰ کے سچے
مامور اور مہدی آخر الزمان اور مسیح وقت تھے۔ جن کا
انتظار مسلمانوں کے علاوہ ہر قوم کو تھا۔ ہم احمدی تو
حضرت مرزا صاحبؑ کو ہی مسیح موعود مانتے ہیں
جن کی صداقت میں خداوند تعالیٰ نے ہزاروں نشان دکھائے
مگر مخالف لوگ اب بھی کہتے ہیں۔ کہ مسیح نے ابھی آنا ہے
اور آنا بھی اُسی مسیح نے ہے۔ جو زندہ آسمان پر اٹھائے
گئے۔ لوگ یہ نہیں جانتے۔ کہ قرآن کریم اور احادیث سے
ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ مسیح ناصری زندہ آسمان پر
اٹھائے گئے ہیں۔ یا یہ کہ وہ ابھی تک زندہ موجود
ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ فِيهَا
تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ ۔ یعنی اے بنی نوع انسان
تم زمین پر ہی زندگی کے دن گزارو گے! اور زمین پر ہی
تمہاری وفات ہوگی۔" اس آیت سے صاف ظاہر
ہے۔ کہ مسیح ناصری زندہ موجود نہیں۔ اور نہ ہی آسمان
پر اٹھائے گئے۔ بلکہ انہوں نے بھی اور انسانوں کیطرح
زمین پر ہی وفات پائی۔ قابلِ غور بات ہے کہ ہمارے
سرورِ کائنات خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام

(محمودہ اماء اللہ امرتسر)

نبیوں سے افضل تھے۔ انہوں نے تو زمین پر ہی وفات پائی۔ اور حضرت عیسےٰؑ جو درجہ سے چھوٹے تھے انہیں خدا نے اپنے وعدہ کے خلاف آسمان پر اُٹھا لیا۔ افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان کہلانیوالے حضرت مسیح کو آسمان پر بٹھا کر اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت ہتک کرتے ہیں۔ حضرت مسیح کی وفات کے ثبوت کے لئے اللہ تعالیٰ سورۃ مائدہ کے آخری رکوع میں فرماتا ہے کہ جب خُدا نے کہا۔ اے عیسےٰ ابن مریم کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا۔ کہ مجھ کو اور میری ماں کو خُدا مان لو۔ اللہ کو چھوڑ کر۔ تو حضرت عیسےٰؑ نے جواب دیا کہ پاک ہے تُو اور تیری ذات۔ مجھے زیبا نہیں۔ کہ وہ کہوں جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر مَیں نے ایسا کہا ہے۔ تو تُو اُسے جانتا ہے۔ جو میرے جی میں ہے۔ مَیں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے۔ تُو بیشک غیبوں کا جاننے والا ہے۔ مَیں نے ان کو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہا۔ جس کا مجھے تُو نے حکم دیا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ عبادت کرو اُس کی جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ اور مَیں اُن پر نگران رہا جب تک اُن کے درمیان رہا۔ جب تُو نے مجھے وفات دی۔ تو پھر تُو ہی دیکھنے والا تھا۔ اور تُو ہر ایک کو جاننے والا ہے +

ان آیات سے حضرت مسیح کی وفات بالبداہت ثابت ہے۔ مگر کم فہم لوگ ان آیات کریمہ پر بھی غور نہیں کرتے۔ خیال کرنا چاہیئے۔ کہ پہلی تمام اُمتیں جب بگڑتی تھیں۔ تو ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ اُنہی میں سے ایک شخص کو کھڑا کر دیتا تھا۔ مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں بگاڑ پڑے تو اُس کی اصلاح کے لئے خُدا پہلے انبیاءؑ میں سے ہی ایک نبی واپس لائے۔ استغفر اللہ کس قدر احمقانہ خیال ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اسی اُمّت محمدیہ میں سے ایک شخص کو کھڑا کرنے کا تھا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:-

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم۔ یعنی اے مُسلمانو! وہ کیا ہی اچھا وقت ہوگا۔ جب تم میں نازل ہوں گے ابن مریم۔ اور وہ امام ہوں گے تمہارے تم ہی میں سے۔ یہاں ابنِ مریم کا لفظ محض مماثلت اور مجاز کے طور پر استعمال ہؤا ہے۔ اور امامکم منکم کہکر بتا دیا ہے کہ وہ ابن مریم اُمّت محمدیہ میں سے ہی ہوگا +

چنانچہ خُدائے قدوس نے اپنے وعدے کے مطابق اُمّت محمدیہ میں سے ایک شخص کو کھڑا کیا۔ جن کا اسم مبارک حضرت مرزا غلام احمدؑ ہے +

اعتراض تو مخالف لوگ کافی تراشتے ہیں۔ مگر زیادہ اعتراض یہ کرتے ہیں۔ کہ "حضرت اقدسؑ اپنی ہی تعلیم سکھلاتے رہے"۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے حضرت اقدسؑ کی ساری تعلیم حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی تعلیم تھی۔ اور اب بھی وہی تعلیم ہے +

حقیقت یہ ہے کہ انبیاءؑ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایکؔ نئی شریعت لانے والے۔ دوؔم۔ شریعت کو قائم کرنے والے + سو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بعد ہارونؑ سے لیکر حضرت مسیح تک جتنے نبی تھے۔ تمام موسیٰؑ کی شریعت کو قائم کرنے آئے تھے۔ اسی طرح رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپؐ کے خلفاء نیز حضرت اقدس مسیح موعود اور آپؑ کے خلیفہ اوّل حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ ثانی حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمدؓ آپؐ کی ہی شریعت کو قائم کرنے آئے۔ (اللہ تعالیٰ ہمارے موجودہ امام کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین) اور جس طرح موسوی سلسلہ کے آخر میں حضرت مسیح ناصری آئے۔ اسی طرح محمدیؐ سلسلہ کے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ آئے +

ہم چونکہ حضرت اقدسؑ کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ اور حضرت مسیح ناصری کو وفات یافتہ کہتے ہیں۔ اس لئے سب مخالف احمدیت اور بانئ جماعت احمدیہ کو نعوذ باللہ بُرا قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کیونکہ آپؐ خاتم النبیین ہیں حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔ قُولُوا اِنَّہٗ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَلَا تَقُولُوا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ یعنی آپؐ کو خاتم النبیینؐ تو بے شک کہو۔ مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اگر نبوت کا سلسلہ بند ہوتا تو حضرت رسُول مقبولؐ یہ کیوں فرماتے۔ "کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا۔ تو ضروری نبی ہوتا"

غرض مدت مدید سے لوگوں کی نظریں آسمان پر گڑی ہُوئی تھیں۔ اور چودھویں صدی کا بے تابی کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔ مگر اب جب کہ آنیوالا حضرت مرزا غلام احمد کی شکل میں آچکا۔ اور صدی نصف سے بھی زیادہ گزر گئی۔ پھر بھی انکی آنکھیں آسمان پر لگی ہوئی ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں۔ کہ جس نے آنا تھا وہ آچکا ؎

اب اس کے بعد اور کا ہے انتظار کیا
توبہ کرو کہ جینے کا ہے اعتبار کیا

(سیدہ ش۔ الف۔ سیالکوٹی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شانِ رسالت

جب سے خُدا تعالیٰ نے دُنیا کی پیدائش کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ اس وقت سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے سلسلہ ہدائت جاری فرمایا ہُوا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں خُدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔ یعنی کوئی اُمت ایسی نہیں۔ جس میں خُدا تعالیٰ کی طرف سے نذیر نہ بھیجے گئے ہوں۔ اور اگر نگاہِ غور سے دیکھا جائے۔ تو در اصل نبیوں کی بعثت کی غرض یہ ہوتی ہے کہ خُدا تعالیٰ کی توحید کامل طور پر دُنیا میں قائم ہو جائے۔ اور خُدا تعالےٰ کے ساتھ انسان کا ایسا تعلق ہو جائے کہ اُس کی محبت کے مقابلہ میں دُنیا کی کوئی محبت ٹھہر نہ سکے۔ اسی محبت کو قائم کرنے کے لئے خُدا تعالیٰ نے سلسلہ انبیاء جاری فرمایا ہُوا ہے۔ چنانچہ جب بھی تاریکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ظلمت پھیل جاتی ہے۔ اور خُدا تعالیٰ کی محبّت دلوں سے مفقود ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اور رحمت جوش میں آتی ہے۔ اور وہ سعید الفطرت رُوحوں کیلئے محبّت اور پیار کے طور پر آسمانی رحمت کا نشان دکھانے اور شقّی لوگوں پر حجّت قائم کرنے کیلئے اپنے بندوں میں سے ہی ایک ایسا مقبول بندہ چُن لیتا ہے۔ جس پر کلام الٰہی کی بارش نازل فرماتا ہے اور وہ خُدا کا منتخب فرمُودہ رسُول اُس آسمانی چشمہ سے تمام سعید رُوحوں اور پیاسوں کو سیراب کر دیتا ہے۔ اس سُنّتِ قدیم کے مطابق ہمارے نبی کریم سرورِ دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسوقت مبعوث ہوئے۔ جبکہ دُنیا میں انتہا درجہ کی تاریکی اور ظلمت پھیل چکی تھی۔ شرک اس قدر تھا۔ کہ ہر شخص نے اپنا علیحدہ بُت بنایا ہوا تھا۔ مگر اس عالی مقام نبیؐ نے تھوڑے ہی عرصہ کے اندر ملک عرب کی کایا پلٹ دی۔ تاریکی اور ظلمت کو دُور کر دیا۔ شرک کو جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اور ایسی توحید قائم کر دی۔ کہ تمام عرب بلکہ تمام اکناف عالم میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز گونج اُٹھی۔ لیکن ایک عرصۂ دراز گذرنے کے بعد مسلمانوں پر پھر ایسا وقت آگیا۔ جبکہ وہ عملاً اسلام سے دُور ہو گئے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مبعوث ہونے سے پیشتر مُسلمانوں نے قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت و عظمت اور شانِ بلند کا احساس اور اسلام کا درد دلوں سے اُٹھ گیا تھا۔ ایسی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق خُدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نازل فرمایا۔ اور اسلام کی گمشدہ باگ کو پھر آپکے دستِ مبارک میں دیا۔ جس کے نتیجہ میں آپ نے تمام منکرین کے اعتراضات کے ایسے دندان شکن جواب دیئے۔ کہ کئی دُشمن بھاگ گئے کئی تباہ ہو گئے اور جو باقی رہے۔ اُن میں مقابلہ کی تاب نہ رہی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے قرآن کریم میں سے وہ معارف اور وہ لطیف علوم اور وُہ خزانے لوگوں کے سامنے پیش کئے کہ تیرہ سَو سال تک ایسے معارف دُنیا نے نہیں سُنے تھے۔ اسکے ساتھ ہی آپ نے کئی کئی ہزار روپے کے انعامی چیلنج دیئے۔ اور لوگوں کو بار بار مقابلہ کے لئے بُلایا۔ مگر کسی کو مقابلہ کی جُرأت نہ ہُوئی۔ اور درحقیقت وہ مقابلہ کر ہی نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ خُدا نے اپنے الہامات میں آپکو اسد اللہ قرار دیا ہے یعنی خُدا کا شیر۔ اور کون ہے جو خُدا کے شیر پر ہاتھ اُٹھا سکے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بعثت عین ضرورت کے وقت ہُوئی۔ مگر افسوس کہ لوگوں نے آپکی مخالفت کی اور یہ نہ سمجھا کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر آپ صادق نہ ہوتے تو آپکی جماعت کیوں دن دُونی اور رات چوگنی ترقی کرتی۔ اور کیوں آپکے خلفاء کی زیر قیادت جماعت کا ہر قدم پہلے سے زیادہ بلندی پر پڑتا۔ جماعت کی یہ عظیم الشان ترقی جس کا دشمنوں کو بھی اعتراف ہے اس امر کا یقینی اور قطعی ثبوت ہے کہ آپ خُدا تعالیٰ کے فرستادہ تھے۔ اور جھوٹے ہیں وہ جو آپکو نعوذ باللہ ایسا خیال کرتے ہیں* (خاکسار سعیدہ والدہ عبدالحئی قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظافت پسندی

اسلام دُنیا میں سب سے پہلا مذہب اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دُنیا میں سب سے پہلے رسُول ہیں جنہوں نے اپنے متبعین کے لئے رُوحانی پاکیزگی اور طہارت کے ساتھ ساتھ جسمانی صفائی اور طہارت کی بھی تاکید فرمائی۔ اور بتایا کہ ظاہری صفائی اور پاکیزگی کا اثر انسان کی رُوح پر ہوتا ہے۔ اس بارہ میں دیگر مذاہب کی تعلیمات اور ان کے اثرات اسقدر مشہور و عام اور زبان زد خلائق ہیں کہ مزید وضاحت کی قطعاً ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ آج بھی غیر مذاہب سے تعلق رکھنے والے ان لوگوں کی حالت پر اگر غور کیا جائے۔ جو بزعمِ خود قُربِ الٰہی کے متلاشی اور رُوحانی منازل طے کرنے کے دعوے دار ہیں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ان کے نزدیک اس کا بہترین طریق یہ ہے کہ انسان اپنے جسم کو جس قدر بھی ممکن ہو غلیظ اور گندہ رکھے۔ اسے طرح طرح کی سختیوں کا تختۂ مشق بنائے حتّٰی کہ بعض اعضاء کو ناکارہ اور معطّل کر دے۔ اور خُدا تعالےٰ کی پیدا کردہ نعماء کو اپنے اُوپر حرام کر لے۔ لیکن اسلام نے ایک نہایت دلآویز نظریہ دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان کو حلال اور طیب کمائی سے جائز طریق پر دُنیوی آسائشوں اور نعماء سے متمتع ہونا چاہیئے۔ حسب توفیق عمدہ کھانے استعمال کرے۔ عمدہ لباس پہنے۔ جسمانی صفائی اور قواعد حفظانِ صحت کا خیال رکھے۔ اور اسکے ساتھ ہی خُدا تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہے۔

قرآن پاک میں جسم اور لباس کو صاف رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اپنے کپڑوں کو پاک کرو۔ اور ناپاکی اور گندگی کو دُور کرو۔ پھر فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ جن کے دل خُدا تعالےٰ کی طرف جُھکے ہُوئے ہوتے ہیں۔ اور ساتھ ہی وُہ جسمانی صفائی کے بھی پابند ہوتے ہیں۔

احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ فضول تکلفات سے طبعاً نفور تھے۔ تاہم اپنی اُمّت کی رہنمائی کے لئے اور اسے صحیح اصُول بتانے کے لئے بعض اوقات آپ بیش قیمت اور خوشنما لباس بھی زیب تن فرماتے۔ لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب حروریہ کے پاس بطور سفیر گئے۔ تو اعلیٰ درجہ کا لباس پہنے ہُوئے تھے۔ حروریہ نے اسپر اعتراض کیا۔ تو آپؓ نے فرمایا۔ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر سے بہتر کپڑوں میں دیکھا ہے۔ پھر لباس اگر قیمتی نہ بھی ہوتا تو صاف وسُتھرا ضرور رکھتے۔ آپ کبھی غلیظ اور میلے کپڑوں میں نہیں دیکھے گئے۔ سفید کپڑا تو آپ کو بہت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پسند تھا +

ایک موقعہ پر ایک شخص خراب اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر آپؐ کی مجلس میں آیا۔ آپؐ نے اس سے دریافت کیا۔ کہ تمہیں کچھ مقدور ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے نعمت دی ہے۔ تو شکل وصورت سے اس کا اظہار بھی ہونا چاہیئے یعنی صاحب استطاعت انسان کو اس طرح گندہ نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ حسب حیثیت اچھا لباس پہننا چاہیئے۔ اسی طرح ایک اور شخص غلیظ لباس پہنکر حاضر ہوا۔ تو فرمایا۔ اگر اور کچھ نہیں تو کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ انہیں دھو کر ہی صاف کر لیا کرو +

غسل اور صاف کپڑے پہننے کے احکام خصوصاً اجتماعات کے موقع پر اسلام کی صفائی پسندی کی ایک دلیل ہیں۔ اسی طرح آج طبی تحقیقات ثابت کر رہی ہے۔ کہ دانتوں کی صفائی انسانی صحت کے لئے ازحد ضروری ہے۔ بلکہ جدید نظریہ تو یہ ہے کہ انسان کی اکثر اعصابی امراض کا منبع دانتوں کی خرابی ہی ہوتی ہے۔ لیکن دُنیا میں سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب نہیں جس نے اپنے ماننے والوں کو اس بات سے آگاہ کر کے دانتوں کی صفائی کا اشارۃً بھی ذکر کیا ہو۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے اپنی اُمّت پر بوجھ کا احساس نہ ہوتا۔ تو اسے ہر نماز سے قبل مسواک کا حکم دیتا۔ خود آپؐ کا اپنا معمول یہی تھا۔ حتّٰی کہ نماز تہجد سے قبل بھی مسواک فرماتے تھے۔ پھر لکھا ہے۔ کہ سوتے وقت آپؐ آنکھوں میں سُرمہ بھی لگاتے تھے۔ جو بصارت کے قائم رکھنے کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔ اِسی طرح آپؐ نے بالوں کو پریشان رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ابوداؤد کتاب اللباس میں ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک شخص کے بال پریشان دیکھ کر آپؐ نے فرمایا۔ کیا تجھ سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ بالوں کو درست کرے۔ آپؐ سر میں تیل ڈالنے کے عادی تھے۔ اور بالوں میں کنگھی بھی فرمایا کرتے تھے +

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشبو کے استعمال کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ اور آپؐ خود خوشبو کا استعمال اس قدر کرتے کہ جس گلی کوچے سے نکلتے۔ وہ معطر ہو جاتا۔ کوئی شخص اگر خوشبو ہدیۃً بھیجتا۔ تو آپؐ بہت خوش ہوتے۔ آپؐ فرماتے۔ کہ دُنیا میں صرف تین چیزوں سے مجھے محبت ہے۔ خوشبو سے، عورت سے اور نماز سے۔ بدبُودار اشیاء سے آپؐ متنفّر تھے۔ اور مسلمانوں کو ان سے بچنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ کو خود لہسن، پیاز اور مُولی وغیرہ اشیاء سے نفرت تھی حتّٰی کہ آپؐ نے حکم دیدیا۔ کہ کوئی شخص یہ چیزیں استعمال کر کے مسجد میں نہ آئے۔ بُخاری میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص پیاز، لہسن اور مُولی وغیرہ کھائے وہ ہمارے پاس نہ آئے۔ اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مساجد میں عموماً اور اجتماعات کے موقعہ پر خصوصاً آپ نے خوشبودار اشیاء جلانے کی ہدایت فرمائی ہے +

اس کے علاوہ آپ نے مکانات اور پبلک مقامات کی صفائی وغیرہ پر بھی خاص طور پر زور دیا ہے۔ اہلِ عرب چونکہ تہذیب و تمدّن سے نا آشنا محض تھے۔ اس لئے مسجد کی دیواروں یا فرش پر تھوک دیتے۔ آپ اس حرکت کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ اور ایسے دھبوں کو چھڑی وغیرہ کی نوک سے کھرچ کر مٹا دیتے۔ ایک دفعہ آپ نے مسجد کی دیوار پر ایسا دھبہ پڑا دیکھا۔ تو غصہ کیوجہ سے رُخِ انور سُرخ ہوگیا۔ اسپر ایک انصاری عورت نے اسے مٹایا۔ اور وہاں خوشبو لگا دی تو آپ بہت خوش ہوئے اور اظہارِ خوشنودی فرمایا۔

اسی طرح ایک بار آپ نے مسجد میں تھوک وغیرہ کے نشانات دیکھے۔ تو انہیں کھجور کی ٹہنی سے مٹایا اور غصہ کے لہجہ میں فرمایا۔ کیا تم پسند کرو گے۔ کہ کوئی شخص تمہارے سامنے آکر تمہارے مُنہ پر تھوک دے۔ جب انسان نماز پڑھتا ہے۔ تو خُدا اس کے سامنے اور فرشتے دائیں جانب ہوتے ہیں۔ ایک بار ایک صحابی نے جو امامت کرا رہے تھے۔ نماز میں ہی تھوک دیا۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اس شخص کو پھر امام نہ بنایا جائے +

اہلِ عرب میں یہ بھی عادت تھی۔ کہ راستہ میں بے دھڑک بول و براز کر دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے سخت ناپسند فرماتے۔ احادیث میں کثرت کے ساتھ اس قسم کی روایات ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ نے ان لوگوں پر جو راستہ میں یا درختوں کے سایہ میں بول و براز کرتے ہیں۔ لعنت کی ہے +

اسی طرح ان لوگوں میں پیشاب کے بعد کپڑوں کے بچانے کا خیال تک بھی نہ تھا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ بغیر استنجاء وغیرہ کے نہ صرف کپڑوں کے بلکہ بدن کے بھی ناپاک ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نے اس سے سختی کے ساتھ روکا۔ حتّٰی کہ ایک دفعہ راستے میں آپ جا رہے تھے۔ کہ دو قبریں آئیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان میں سے ایک کو اس لئے عذاب دیا جا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے کپڑوں کو پیشاب سے آلودہ ہونے سے نہیں بچاتا تھا +

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نفاست اور نظافت پسندی کو کہاں تک بیان کیا جائے۔ یہ ایک بہت وسیع مضمون ہے۔ جس میں سے بعض موٹی موٹی باتیں پیش کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ میں صفائی کو مقدم رکھا۔ اور غلاظت سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے +

(امۃ الرشید شوکت دینیات درجہ ثالثہ قادیان)

توسیعِ اشاعتِ مصباح ہر احمدی خاتون کا فرض ہے :- (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے اہم ارشادات

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ اور اپنے کارندوں کو کہا کرتا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص تنگ دست ہو تو اُس سے درگذر کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ بھی ہم سے درگذر کرے۔ جب وہ فوت ہوا۔ تو اللہ تعالےٰ نے بھی اُس کے گناہوں سے درگذر فرمایا ÷

(۲) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں تک دین کی باتیں پہنچاؤ۔ اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ اور دیکھو جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا۔ اُس کا ٹھکانہ دوزخ میں بنے گا ÷

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اگر دنیا کی قدر اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی۔ تو اللہ تعالےٰ کسی دہریہ کو ایک گھونٹ پانی تک نہ دیتا ÷

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ دُنیا اور دُنیا کے سب اشغال اللہ تعالےٰ سے غافل کرنے کا موجب ہیں۔ ہاں اگر کوئی اللہ تعالےٰ کا ذکر کرے۔ اُس سے محبّت رکھے۔ خود علم سیکھے اور دُوسروں کو علم سکھائے۔ تو یہ اُمور بیشک موجب غفلت نہیں ÷

(۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اپنے سے کم درجہ والوں کی حالت کا مشاہدہ کیا کرو۔ اور اپنے سے بڑے مرتبہ والوں کی حالت کو زیادہ نہ دیکھا کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جو انعامات تم پر اللہ تعالےٰ کے ہیں۔ ان کی بے قدری نہ کر سکو گے ÷

(۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص ایسے شخص کی طرف دیکھے۔ جو اس سے مال میں اور جسمانی قوٰی میں بہتر ہے۔ تو اُسے چاہیئے کہ وہ اُس شخص کو بھی دیکھے جو مال و جسم میں اُس سے کم ہے ÷ (ممتاز اختر۔ دار الرحمت)

(۷) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے بُرا آدمی وُہ ہوگا۔ جو دو رُخا ہو ÷

(۸) ایک انصاری کہتے ہیں۔ ایک دفعہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے اور مرد و عورتوں کیساتھ گڈ مڈ ہو رہے تھے کہ آپ نے عورتوں سے فرمایا۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔ تمہارے لئے راہ کے درمیان چلنا جائز نہیں۔ اسکے بعد عورتیں دیوار سے چمٹ کر چلا کرتیں۔ یہانتک کہ چلنے والی کا کپڑا دیوار سے الجھتا ÷

(۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ایک مسلمان کے دُوسرے مُسلمان پر پانچ حقوق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا۔ (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازہ کے ساتھ جانا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینکنے والے کو جب وہ الحمد للہ کہے۔ یرحمک اللہ کہہ دینا ÷ ([illegible] - قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دورِ حاضرہ کا عظیم الشان مُصلح

جب دُنیا میں جہالت اور تاریکی پھیل جاتی ہے۔ لوگ اپنے خالق کو بھول جاتے اور دُنیا میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ ہر طرف بدی غلبہ پالیتی اور ظلمت چاروں طرف سے احاطہ کر لیتی ہے۔ تو خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے اور وہ اپنے بندوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے اپنی طرف سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ لیکن لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ پتھر برساتے ہیں۔ کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ اور ہر طرح اُسے نقصان پہنچانے کی تدابیر بروئے کار لاتے ہیں۔

چنانچہ موجودہ زمانہ میں جب خُدا کے وعدوں اور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرزمینِ قادیان میں دعویٰ ماموریت کیا۔ تو لوگوں نے کفر کے فتوے لگائے۔ تب آپؑ نے اپنی صداقت کے ثبوت میں منجملہ اور دلائل کے ایک دلیل یہ پیش کی۔ کہ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ٥ یعنی مَیں بچپن سے تمہارے اندر رہا اور تم میں بڑا ہوا۔ کیا تم میری چالیس سالہ زندگی میں کوئی عیب نکال سکتے ہو۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ مَیں نے کبھی جھوٹ بولا۔ اور فریب سے کام لیا ہو۔ اگر مَیں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص نے چالیس سال تک تو نیکی اور تقویٰ کی بے مثال زندگی بسر کی ہو۔ اور پھر یک دم کذب اور افتراء پر کمر باندھ لے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا +

پھر قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ایک اور جماعت ہوگی۔ جو صحابہؓ کے قدم بہ قدم چلے گی۔ اور انہی برکات سے حصّہ پائے گی جن سے صحابہؓ نے حصّہ پایا۔ یہ آخرین کی جماعت مسیح موعودؑ کی جماعت ہی ہے +

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ میں آنے والے مسیح کا نام بھی احمدؑ بنا دیا +

پھر آپؐ کے زمانہ کی بعض علامات اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یُوں بیان فرمائی ہیں۔ کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ اُسوقت سُورج کو گرہن لگیگا۔ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ۔ تارے دُھندلے ہو جائینگے۔ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ۔ پہاڑوں سے سُرنگیں نکالی جائینگی۔ اور بڑی بڑی سلطنتیں کمزور ہو جائینگی + وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ۔ اُونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔ اور سواری کے لئے کئی قسم کی چیزیں ایجاد ہو جائیں گی +

پیاری بہنو! ان سب پیشگوئیوں کے ساتھ سرزمین قادیان میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث آپ نے تمام اہلِ مذاہب کو مقابلہ پر بُلایا۔ مگر کوئی نہ آیا۔ سُبحان اللہ۔ خدا کا پیارا کتنی بلند شان کا تھا۔ اسے اپنی صداقت پر کتنا اعتماد تھا۔ وہ جیتا تھا ہماری بہتری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے۔ اور وہ ہم سے جدا ہوا اسی کام میں مشغول رہتے ہوئے۔ ہم نے اُس کی صداقت کے بیشمار نشان دیکھے اور اسپر ایمان لائے۔ مبارک ہے وہ جو اس پر ایمان لایا۔ اور اس نورِ خداوندی کو قبول کر کے ظلمات سے نجات پاگیا ؏

(عزیزہ اختر نرگس بنت ملک عزیز احمد صاحب قادیان)

قرآن کریم کی برکات سے مستفیض ہونے کا طریق

میری لڑکی خورشیدہ بیگم نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے قرآن کریم ختم کر لیا ہے۔ اُس کی تقریبِ آمین پر مَیں نے مندرجہ ذیل مضمون پڑھ کر سُنایا:۔

(خاکسار مبارکہ بیگم زنانہ مطب نوازی کھرڑ ضلع انبالہ)

حدیث میں آتا ہے۔ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ ؕ یعنی ہر بچہ اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اور اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ۚ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ؕ کہ جو شخص بھی سوائے اسلام کے کسی اور دین کو قبول کر کے میرے قرب کا طالب ہوگا۔ وہ اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ اسی طرح فرماتا ہے:۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی اصل دین ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اسلام پر عمل اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب انسان کو قرآن کریم آتا ہو۔ کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جسمیں اللہ تعالےٰ نے اپنے تمام احکام کو نہایت فصیح و بلیغ پیرایہ میں بیان فرما دیا ہے۔

پیاری بہنو! اگر کسی بہن کا کوئی رشتہ دار انگلستان میں چلا جائے۔ اور وہ وہیں کی زبان میں ہی اپنی بہن کو خط لکھے۔ تو جب وہ خط اسکی بہن کے پاس پہنچیگا وہ بہت خوش ہوگی۔ مگر جونہی وہ انگریزی زبان دیکھیگی۔ تو چونکہ وہ خود انگریزی سے واقف نہیں ہوگی۔ اسلئے وہ کسی اور سے پڑھوائے گی اگر گاؤں میں کوئی اسکا خط نہیں پڑھ سکتا تو وہ شہر میں جاکر دریافت کریگی۔ اور کسی سے پڑھوانے کی کوشش کریگی اور جب وہ پڑھ دے گا۔ تو بہت خوش ہوگی۔

اسی طرح قرآن کریم بھی ہمارے نام اللہ تعالےٰ کا بھیجا ہوا ایک خط ہے۔ جس میں اُس نے اسلام پر چلنے کے تمام طریق اپنی پوری تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہوئے ہیں۔ خداوند کریم کا بے انتہا شکر ہے کہ اُسنے ساڑھے تیرہ سَو سال سے اس کتاب کو محفوظ رکھا ہوا ہے اور اسمیں زبر زیر اور شوشہ تک کی بھی کبھی کمی یا زیادتی نہیں ہوئی۔ مگر ہمارے لئے صرف عربی زبان میں ہی قُرآن کریم کا پڑھ لینا کافی نہیں۔ بلکہ اس کا ترجمہ جاننا بھی ضروری ہے۔ تاہمیں اپنی زبان میں اسکے احکام کا پتہ چلتا رہے۔ مگر اکثر دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنے بچّوں کو صرف قرآن کریم ناظرہ پڑھا کر بس کر دیتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہوگئیں حالانکہ جبتک بچوں کو یہ پتہ نہیں کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے کیا معنے ہیں۔ تو وہ اس سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں پس

:. والدین کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن کریم کا ترجمہ بھی پڑھائیں۔ تا وہ قرآن پاک کے تمام مطالب سے واقف ہو کر عمل کر سکیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافت ثانیہ کی حقانیت پر آسمانی شواہد

خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہ سُنّت چلی آئی ہے کہ وہ اپنے نبیوں کے بعد ضرور ان کے جانشین مقرر فرماتا ہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تک عظیم الشان خلفاء کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلفاء کا سلسلہ جاری ہوا۔ لیکن ہمارے لئے مزید فخر کی بات یہ ہے کہ ہمارے موجودہ امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نہ صرف خلیفہ ہیں۔ بلکہ موعود خلیفہ ہیں۔ کیونکہ آپ کی پیدائش سے بھی پہلے خدا تعالیٰ کے الہامات میں آپ کی خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا۔

”وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئیگا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وُہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند۔ گرامی ارجمند۔ مظھر الاول والآخر مظھر الحق والعلاء۔ کان اللہ نزل من السّماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خُدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیّا۔“

(تذکرہ صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۲)

خدا تعالیٰ کی اس وحی میں جن زوردار الفاظ میں پیشگوئیاں کی گئی ہیں۔ وہ کسی تفصیل کی محتاج نہیں عقلمند انسان خود ہی سمجھ سکتا ہے کہ یہ تمام باتیں کس پر چسپاں ہو رہی ہیں۔ اس میں قریباً پچاس پیشگوئیاں ہیں۔ جن کا ایک ایک لفظ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ پُورا ہو رہا ہے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دی ہے۔ وُہ ان کا پُورا ہونا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔

دُوسری دلیل آپ کی خلافت کی حقانیت پر یہ ہے کہ خُدا تعالیٰ نے آپ پر قرآن کریم کے باریک در باریک علوم اس کثرت سے کھولے ہیں کہ اُن کی نظیر صفحۂ عالم پر کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ اگر نعوذ باللہ آپ مقدس انسان نہیں۔ تو کیوں خُدا تعالیٰ نے آپ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم کے معارف کھولے۔ جبکہ وہ فرما چکا ہے لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؕ

تیسری دلیل آپکا غیر معمولی رعب ہے جو بجز خدا کے پیاروں کے اور کسی کو میسّر نہیں ہوتا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے اولیاء کی پیشانی پر ایک نور ہوتا ہے۔ جو بجز عشاقِ الٰہی کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا۔

چوتھے سورہ نور میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط اس آیت میں خلفاء کی شناخت کے خدا تعالیٰ نے تین گُر بتائے ہیں۔ اوّل یہ کہ اُن کے ذریعہ تمکینِ دین ہوتی ہے۔ دوسرے ان کے ذریعہ خوف امن سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ تیسرے وہ توحید پھیلاتے اور شرک کا قلع قمع کرتے ہیں۔ اب اگر یہ تمام باتیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز میں ہمیں نمایاں طور پر نظر آجائیں تو آپکی صداقت میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

پہلی چیز تمکینِ دین ہے۔ سو یہ خدا تعالےٰ نے اس طرح کی کہ آپکے ذریعہ ہندوستان میں بھی اور باہر کے ممالک میں بھی بیسیوں نئی جماعتیں قائم کر دیں۔ اور تمام جماعتوں کا انتظام نہایت پختگی سے آپکے ذریعہ ہی ہوا۔ جیسے ہر جماعت میں امیر بنانیکا انتظام۔ نظارتوں کے قائم کرنے کا انتظام۔ اخباروں اور رسالوں کا انتظام۔ مجلس مشاورت کے قیام کا انتظام۔ تحریک جدید کے مطالبات۔ ملکانہ میں ارتداد کی روک تھام کے ذرائع۔ اسی طرح مختلف نوابوں، شہزادوں اور امیروں کو آپنے تبلیغ بذریعہ کتب اس عمدگی سے کی۔ کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا۔ تا خدا تعالےٰ یہ ثابت کردے کہ اس کا وعدہ تمکینِ دین جو خلفاء کے متعلق ہے وہ آپکے وجود باجود سے کامل طور پر منصہ شہود میں آگیا ہے +

پھر تبدیل خوف اس طرح ہوا کہ آپکی خلافت میں کئی بیرونی اور اندرونی شدید فتنے پیدا ہوئے لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کی مساعی جمیلہ۔ تدابیر اور دُعاؤں کی برکت سے ان فتنوں کو اس طرح پاش پاش کر دیا۔ کہ مخالف حیران رہ گئے +

اسی طرح قیام توحید اور استیصال شرک کے لئے آپ کی مساعی جمیلہ اظہر من الشمس ہیں۔ آپنے تثلیث کے گہوارہ میں تبلیغی مشن کھولے مبلغین بھجوائے۔ لاکھوں روپے خرچ کئے۔ اور ہزاروں مشرکین کو حلقہ بگوش اسلام بنایا +

پس آپکی ذات میں حقانیت کے وہ تمام نشانات جمع ہیں جن کا خلفاء میں پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ اور بہت ہی نادان وہ لوگ ہیں۔ جو آپ کا انکار کر رہے ہیں +

(صالحہ خاتون محلہ دار الرحمت قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے
عورتوں پر احسانات

عورت! دنیا کی مظلوم ترین ہستی کے لئے ہر زمانہ اور ہر تمدن میں نئی سے نئی زنجیریں تیار کی جاتی رہی ہیں۔ مغربی تمدن نے آزادی کے نام سے عورت کو مردوں کی تفریح اور عیش کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ تو مشرقی تمدن نے اسے گھر کا قیدی اور بیکس و مجبور لونڈی۔ اسلامی تعلیم دلوں سے محو ہو چکی تھی۔ اور عورت بیچاری ان جدید اور قدیم چکی کے پاٹوں کے درمیان پسی جا رہی تھی۔ کہ یکایک رحمۃ للعالمین کا ایک غلام اس کی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا کے حکم سے کھڑا ہوا۔ اور اپنے مسیحائی نفس سے اس نے مردوں کو زندہ کر دیا +

(۱) عورت کی مجبوری و بے کسی کا بڑا سبب اسکا مردوں کا دست نگر ہونا ہے۔ موجودہ تمدن میں نہ اس کی اپنی جائداد ہے اور نہ آمدنی کی صورت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زمانہ کے حَکَم و عَدل نے حکم دیا۔ کہ ان کو ورثہ دو۔ ماں باپ کی جائداد سے انہیں شرعی حصہ دو۔ ان کے مہر ادا کرو۔ ان کے ساتھ احسان اور مروت سے پیش آؤ۔ اور ہدایا بھی دو۔ ورنہ تمہارے اندر سے محبت پرواز کر جائے گی۔ اور محبت سے خالی دل کے لئے نیکی کرنا محال +

(۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آپ نے یہ ارشاد بھی سنایا۔ کہ طلب العلم فریضۃ علیٰ کلّ مسلم و مسلمۃ۔ مسلم مرد اور عورت دونوں پر علم کا حصول فرض ہے۔ آپ نے اپنی جماعت کو حکم دیا۔ کہ عورتوں کی تعلیم کا انتظام کرو۔ انہیں اچھی مائیں اور نیک بیویاں بناؤ۔ وہ عاقبت کو سنوارنے والی مومنات ہوں۔ اور دنیا کو سنوارنے والی خواتین۔ انکو زندگی کی جدوجہد کے قابل بناؤ۔ دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم بھی دو۔ تا وہ جہاں دنیوی زندگی میں مردوں کی بہترین رفیق ہوں۔ وہاں وقت پڑے پر اپنی روزی بھی کما سکیں +

(۳) طلب علم میں سب سے بڑی روک دقیانوسی پردہ تھا۔ جو دق اور اسی قسم کی امراض کا پیش خیمہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضمن میں بھی اسلامی تعلیم کا احیاء کرتے ہوئے ضروریات زندگی۔ حفظ صحت۔ اور طلب علم کے لئے گھروں سے نکلنے اور چلنے پھرنے کی اجازت دی اور خود نمونہ پیش کیا۔ آپ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو ساتھ لیکر سیر کو جایا کرتے۔ ایک دفعہ آپ ایک سٹیشن پر حضرت ام المومنین کو ساتھ لے کر ٹہل رہے تھے۔ کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کو یہ بہت ناگوار گذرا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیونکہ اس زمانہ میں یہ بڑی شرم کی بات اور عیب سمجھا جاتا تھا کہ عورت ساتھ ہو۔ وہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور کہا کہ حضرت صاحبؑ بیوی صاحبہ کو ساتھ لے کر ٹہل رہے ہیں لوگ کیا کہیں گے۔ آپ جا کر حضرت صاحبؑ سے کہیں کہ بیوی صاحبہ کو بٹھا دیں۔ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے کہا۔ آپ خود جا کر کہیں۔ مَیں تو نہیں کہتا۔ آخر آپ گئے۔ اور پھر سر نیچے ڈالے ہوئے آئے حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے پوچھا۔ حضرت صاحب نے کیا جواب دیا۔ کہنے لگے۔ جب مَیں نے کہا۔ لوگ اس طرح ٹہلنے پر اعتراض کریں گے۔ تو آپؑ ٹھہر گئے اور فرمایا۔ لوگ کیا اعتراض کرینگے۔ کیا یہ کہینگے کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ٹہل رہے تھے؟ لیکن مغرب زدہ لوگوں کی طرح آپ نے عورتوں کے لئے مطلق العنانی بھی پسند نہیں کی۔ تا کہیں آزادی کے قریب میں آکر وہ غیر مَردوں کے دام تزویر میں نہ پھنس جائیں ×

(۴) گھریلو زندگی میں دقیانوسی خیالات کے لوگ عورت کو جوتی سمجھتے تھے اور کہتے تھے۔ ایک جوتی اتاری دوسری پہن لی۔ آپ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُنایا اِنَّ اَبْغَضُ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔ بات بات پر طلاق خدا کے غضب کو بھڑکانیوالی ہے۔ اس سے بچو۔ اور عورتوں کے احساسات کا خیال رکھو۔ اور ان کی عزت کرو کیونکہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنی اہلیہ سے حسن سلوک کرتا ہے۔ پس ایک طرف آپ نے مَردوں کو جلد بازی سے طلاق دینے سے سختی سے روکا۔ تو دُوسری طرف عورتوں کو مَردوں کے رحم پر نہیں رہنے دیا۔ انکے شرعی حق خلع کی وضاحت کی۔ اور اس کے اجراء کی تلقین کی پس بیشمار درود اور سلام ہوں رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور انکے غلام احمدؑ علیہ السّلام پر۔ جن کے طفیل مظلوم عورت کو انسانی حقوق ملے۔ اور وہ نیکی و تقویٰ کے ساتھ تمدنی زندگی میں مَرد کی رفیقۂ حیات قرار دی گئی۔ نہ کہ بے کس و مجبور لونڈی ×

اے خدا ہمیں اپنی رضاء پر چلنے کی توفیق بخش۔ تا ہم کھوئے ہُوئے جنّت کو دوبارہ دُنیا میں قائم کر دیں ×

(زبیدہ بیگم شفقت بنت خواجہ شمس الدین صاحب چکوال)

آدابِ مجلس

جلسوں اور مجلسوں میں ہر ایک بہن کو جانیکا اکثر اتفاق ہوتا ہے۔ مگر اس بات کی سمجھ نہیں آتی۔ کہ وُہ آداب مجلس کا کیوں خیال نہیں رکھتیں۔ مثلاً جب کسی اجتماع میں شامل ہونا ہو تو وقت پر جانا چاہیئے۔ اور نہا دھو کر خوشبو بھی لگانی چاہیئے۔ اسی طرح لباس کا صاف سُتھرا ہونا ضروری ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ کوئی قیمتی جوڑا نکال کر پہنا جائے۔ بلکہ لباس مَیل کچیل سے ہر طرح صاف ہونا چاہیئے چاہے کم قیمت ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اکثر موسم کے خلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کپڑا پہن لیا جاتا ہے۔ مثلاً گرمیوں کے موسم میں لباس ہلکا ہونا چاہیئے۔ مگر عموماً اس کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ اس کے بالکل الٹ سردیوں میں جارجٹ کی ساڑھی پہن لیجاتی ہے۔ حالانکہ اگر ساڑھی پہننی ضروری ہو تو موٹی پہنی جا سکتی ہے۔ پھر ساڑھی کے ساتھ زیور کثرت سے پہنا جاتا ہے۔ حالانکہ ایک آدھ چوڑی یا گھڑی کے سوا کوئی زیور ساڑھی پر اچھا نہیں لگتا۔ پس ہمیشہ موسم کا لحاظ رکھتے ہوئے کپڑے کا استعمال کرنا چاہیئے۔ خاصکر گرمیوں میں گہرے رنگ کے کپڑے بالکل استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ اسی طرح لباس پہنتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ کپڑے کی رنگت دوسرے کپڑے پر اچھی لگتی ہے یا نہیں۔ پھر مجلس میں زیادہ تر خاموشی ہونی چاہیئے۔ اگر کسی کے ساتھ بات کرنی ہی پڑے تو آہستگی سے کی جائے۔ دوسری بہنوں کو اس بات کی تکلیف نہیں دینی چاہیئے کہ وہ اپنی جگہ سے اُٹھکر خاموش کراتی پھریں۔ اسی طرح جب کوئی دوسری بہن آجائے تو اُسکے لئے جگہ خالی کردینی چاہیئے۔ اگر ہم اسکو جگہ دینگی۔ تو یہ اُسپر ہمارا کوئی احسان نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک اخلاقی فرض ہوگا۔ جو ہم ادا کرینگی۔ پھر تقریر کرنیوالے کی تقریر کو غور سے سُننا چاہیئے۔ اور یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ ایسی باتیں تو ہزار مرتبہ سُنی ہوئی ہیں اور دورانِ تقریر میں تو بالکل گفتگو نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر لیکچرار کی تقریر کے دوران میں اپنی ہی تقریر کو جاری رکھا جائے تو خواہ مخواہ وقت ضائع کرنیوالی بات ہے۔ اسی طرح اگر کوئی بہن کسی ضروری کام کے لئے اپنی جگہ سے چلی گئی ہو۔ اور پھر آنے کا ارادہ رکھتی ہو۔ تو اسکی جگہ ہرگز نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ یہ چند موٹے موٹے

...آداب مجلس پر میں نے چند موٹی موٹی باتیں لکھی ہیں۔ امید ہے کہ بہنیں ان سے فائدہ اٹھائیں گی۔ (ناصرہ طاہرہ قادیان)

اسلام اور عورت

آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل جبکہ تمام دُنیا ضلالت اور گمراہی کے گڑھے میں گری ہوئی تھی عورت کو بالکل حقیر سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ اس کی پیدائش پر ماتم کیا جاتا تھا۔ وہ مردوں کے مظالم سے سسکتی بلکتی اور تڑپتی۔ مگر کسی کو اس کی بے بسی پر رحم نہ آتا۔ آخر آسمان سے ایک نُورانی آفتاب طلوع ہوا۔ یعنی ہمارے پیارے نبی سردار دوجہان تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مبعوث ہوئے۔ آپؐ جب دُنیا میں تشریف لائے تو آپؐ نے وہ سب باتیں دُور کردیں۔ جو نسوانی احترام کے منافی تھیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنی لڑکیوں کو اچھی طرح تعلیم دیتا۔ اور ان کی اعلیٰ نگرانی کرتا ہے۔ اس کے بدلے میں خدا تعالیٰ اس کو جنت عطا کرے گا۔ اسی طرح آپؐ نے بتایا۔ کہ عورت کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی۔ وہ ہر چیز کی مالک ہوسکتی اور جائداد سے بھی حصہ لے سکتی ہے۔

غرض اسلام نے عورتوں کو مردوں کے پہلو بپہلو حقوق دئے۔ اور ان کو وہ مقام دیا کہ فرمایا۔ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ جب اسلام کے ہم پر اس قدر احسانات ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے وقف کردیں اور دُنیا کو بتلادیں کہ سوائے احمدی جماعت کے اور کوئی قوم

ایسی نہیں جو حقیقی رنگ میں قربانیاں کر سکے۔ آؤ ہم اسلام پر دیوانہ وار قربان ہو جائیں۔ ہمارے اندر دین کو پھیلانے کی تڑپ اور جوش ہو۔ اور ہمارے دلوں میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کی عدیم النظیر محبت جاگزیں ہو۔ یہانتک کہ ہم اپنے اقوال اور اپنے افعال سے دُنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیں اور غیر اقوام کی عورتوں پر یہ امر ظاہر کر دیں کہ دُنیا کی حقیقی رنگ میں مددگار تم نہیں بلکہ ہم ہیں۔ جنہوں نے احمدیت کو قبول کیا۔ اور اسلام کے ذریعہ اپنے پیدا کرنیوالے رب کو پا لیا + (خاکسار سلیمہ بیگم دینیات درجہ ثالثہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برکاتِ خلافت

خلافت خُدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے نبوت کے بعد انسانوں کی صحیح راہنمائی اور رہبری کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ کیونکہ خلافتِ حقہ کو اللہ تعالیٰ قائم کرتا ہے۔ جو لوگ اس سے رُوگردان ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں فاسقوں کے زمرہ میں شمار کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَالِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ کہ وہ لوگ جو خلافت کا انکار کرتے ہیں فاسق ہیں۔ قرآن کریم میں مختلف مقامات میں خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور جگہ بجگہ اس نظام کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ تا کہ انبیاء علیہم السلام کی آمد کی غرض اُن کے خلفاء اور جانشینوں کے ذریعہ کامل طور پر ظہور پذیر ہو۔ اور توحید و رُوحانیت کا وُہ بیج جو انبیاءؑ کے ذریعہ بویا جاتا ہے۔ خلافت کے ذریعہ اس کی آبیاری ہو۔ اور وہ نشو و نماء پا کر افادۂ عام کا موجب بنے +

خُدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو خلافت جیسی بے بہا نعمت سے نوازا ہے۔ اور اس کی برکات و فیوض کا وہ آج اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہی ہے۔ اور وُہ ان تمام بشارتوں کو پُورا ہوتے دیکھ رہی ہے۔ جو رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ مومنوں کو دی گئیں +

پس ان حالات میں ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی کما حقہٗ قدر کریں اور اسکی شکر گذاری میں اپنی توفیق سے بڑھ چڑھ کر اطاعت میں حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات حاصل کرنے کا گُر یہی ہے کہ اس کے راستہ میں زیادہ سے زیادہ قُربانی کی جائے۔ پھر یقیناً وہ ایسے لوگوں کو زیادہ نوازتا اور ان کی معمولی معمولی قُربانیوں کا اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ عطاء کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا ارشاد ہے۔ کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔ جسقدر شکر گذاری زیادہ ہوگی۔ اُسی قدر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا نزول بھی زیادہ ہوگا۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خدا تعالیٰ نے ۱۹۱۴ء میں مسندِ خلافت پر متمکن فرمایا۔ اور آج اس عظیم الشان اور بابرکت خلافت پر پچیس ۲۵ برس خُدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے پُورے ہو گئے۔ اس

عرصہ میں مخالفین کی طرف سے جماعت احمدیہ کو مٹانے کیلئے جو طوفان برپا کئے گئے۔ ان سے جماعت احمدیہ کا ہر فرد بخوبی آگاہ ہے۔ ان خطرناک حالات میں جماعت کی حفاظت و ترقی کا ذریعہ صرف اور صرف خلافت کا بابرکت وجود تھا۔ پس میری بہنیں اس بے بہا نعمت کی قدر کریں۔ جسکی نظیر صفحۂ تاریخ میں نہیں ملتی۔ آج دُنیا کے کناروں تک احمدیت بڑی سُرعت سے پھیل رہی ہے۔ کئی مشن غیر ممالک میں قائم ہیں۔ ہر فرد میں تبلیغی رُوح بھری ہوئی ہے۔ جماعت میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہو رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ خلافت کی برکات ہیں۔

پس ہمیں چاہیئے کہ اس شکرانہ میں ہم ہر قسم کی قربانی کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے مزید فضلوں کے وارث بنیں۔ (اقبال خانم قلعہ صوبا سنگھ)

لجنہ اماءاللہ جہلم کا ماہوار جلسہ

۳ ستمبر۔ لجنہ کا ماہوار جلسہ مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرمہ سردار بیگم صاحبہ بنت چوہدری غلام حسین صاحب منعقد ہوا۔ چالیس بہنیں شامل جلسہ ہوئیں۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد میں نے اور امیر بیگم صاحبہ سکرٹری مال جہلم اور ممتاز بی بی صاحبہ اور پریذیڈنٹ صاحبہ نے مختلف عنوانات پر مضامین سُنائے۔ بعض لڑکیوں نے نظمیں بھی پڑھیں۔

(خاکسار سعیدہ بیگم بنت بابو محمد سعید صاحب جہلم)

افسانہ

نعیمہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۷)

نعیمہ کے دِل کو غم کی آگ دن بدن جلاتی جا رہی تھی۔ اس کا بخار روز بروز تیز ہوتا جاتا تھا۔ کسی وقت کم ہونے میں نہیں آتا تھا۔ سُوکھ کر کانٹا ہو گئی۔ رات کو اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک اژدہا اس پر حملہ کرتا ہے۔ وہ اس سے بچنے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر وہ بچ نہیں سکتی۔ اژدہا نے حملہ کیا۔ وہ ڈر کر پیچھے ہٹی۔ وہ آگے بڑھا۔ اس نے ڈر کر ایک چیخ ماری۔ مارے خوف کے آنکھ کھُل گئی۔ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد پھر سوئی پھر وُہی نظارہ اس نے دیکھا۔ ڈر کر پھر آنکھ کھول دی اور ساری رات جاگتے گذار دی۔ ساری رات مارے خوف کے سو نہ سکی۔ عصمت کے خط نعیمہ کے نام آتے۔ مگر خالدہ اس تک پہنچنے نہ دیتی۔ آخر اسے ایک خط ملا۔ وہ بھی خالدہ اس دن گھر نہیں تھی۔ اس میں شکوے شکایات تھیں۔ کہ تم میرے خطوط کا جواب نہیں دیتیں۔ وہ حیران تھی۔ کہ میرے پاس تو صرف یہی خط آیا ہے۔ آخر اسے جلد ہی معلوم ہو گیا۔ کہ خطوں کا چور کون ہے۔ اس نے سارا حال عصمت کو لکھ دیا۔

چند دن کے بعد تار آیا۔ کہ عصمت آ رہی ہے۔ عصمت آئی۔ مگر نعیمہ کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ اُس دن وہ زیادہ بیمار تھی۔ بخار اپنے شباب پر تھا۔ عصمت چُونکہ اس کی بیماری کی اطلاع پا چکی تھی۔ اس نے خالدہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی بیماری کے متعلق پوچھا +

عصمت - آپا نعیمہ کا کیا حال ہے ؟

خالدہ - کیوں اُسے کیا ہوا تھا - اچھی بھلی ہے مجھے تو کچھ معلوم نہیں +

عصمت - اس کی بیماری کی خبر مجھے ملی تھی +

خالدہ - زکام وغیرہ ہو گیا ہوگا - اور کیا ہونا تھا - بیمار تو کچھ بہت زیادہ نہیں - ہاں نخرہ بہت زیادہ ہے - ہر وقت مُنہ پُھلائے کام سے بچنے کے لئے پڑی رہتی ہے +

عصمت نے یہ جواب کچھ سُنا اور کچھ نہ سُنا - جلدی جلدی نعیمہ کے کمرہ کی طرف چلدی - اس نے نعیمہ کو آواز دی - وہ بخار میں بیہوش پڑی تھی عصمت اُسے جلدی سے ہوش میں لائی - نعیمہ نے آنکھیں کھولیں اُٹھنے کی کوشش کی مگر شدتِ بخار نے اُٹھنے نہ دیا - لیٹے لیٹے عصمت کے دونوں ہاتھ گرمجوشی سے اُس نے اپنے ہاتھوں میں پکڑ لئے +

نعیمہ (دھیمی آواز میں کراہ کر) آپا کیا تم سچ مچ آگئی ہو یا مَیں خواب دیکھ رہی ہوں +

عصمت کا دل یہ سُنکر پگھل گیا - اس کی مصیبت دیکھکر اس کا دِل بھر آیا - بے اختیار آنسو نکل آئے - وہ انہیں ضبط کر کے بولی - "نعیمہ ہوش کرو یہ خواب نہیں حقیقت ہے - مَیں آگئی ہوں - بتاؤ تمہارا کیا حال ہے"

نعیمہ - مَیں اچھی ہوں - تم اپنی خیریت بتلاؤ +

عصمت - میں تو اچھی بھلی ہوں - کیا کوئی علاج وغیرہ ہوتا ہے - کس کا علاج کروا رہی ہو +

نعیمہ - علاج تو بس اگلے جہان جاکر ہی ہوگا +

عصمت - خُدا نہ کرے - تم بہت جلد اچھی ہو جاؤ گی - فکر نہ کرو - خُدا تمہیں جلد از جلد صحت دے +

نعیمہ - بس اب صحت ہو چکی - اب تو مجھے حقیقی گھر جاکر ہی آرام ملیگا - آپا مَیں بس عنقریب اس گھر سے رخصت ہونے والی ہوں - آپ . . . . .

عصمت (اُس کے مُنہ پر ہاتھ رکھتے ہُوئے) ہوش کی دوا کرو - کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو +

نعیمہ - آپا مَیں بالکل ہوش میں ہُوں - مَیں بالکل سچ کہہ رہی ہوں - اس ماہ کے اندر اندر میری مشکلات کا خاتمہ اور بڑی آپا کو سُکھ مل جائے گا - آپا اب تم نہ جانا +

عصمت - بس کرو - کیا کہہ رہی ہو - خاموش ہو تمہیں آرام کی ضرورت ہے - مَیں اب کہیں نہیں جاتی - ہر وقت تمہارے پاس رہوں گی +

نعیمہ خاموش ہو کر لیٹی رہی - عصمت کے دِل میں خالدہ کی سخت گیری اور سنگدلی پر غصہ اور نعیمہ کی بے بسی پر رحم آرہا تھا - اُس نے نعیمہ کی طرف دیکھا - اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے - "کیوں رو رہی ہو" عصمت نے نعیمہ سے پُوچھا +

نعیمہ - کب آپا - یُونہی آنکھوں سے پانی بہہ رہا ہے +

عصمت - مجھے دھوکہ دینے کی فضول کوشش نہ کرو - مریض کو کبھی رنجیدہ نہیں ہونا چاہیئے - دیکھو نسیم بھی تمہیں دیکھ کر رو رہا ہے - تم اس کا ہی کچھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خیال کرو - اور نہ روؤ +

نعیمہ خاموش لیٹی روتی رہی - عصمت نے اُس کی خدمت میں رات دن ایک کر دیا - جان توڑ کر اُس کی خدمت کی - پُورے پندرہ دن کے بعد اُسے کچھ آرام معلوم ہوا - دو تین دن کے اندر بالکل صحت ہو گئی - لیکن کمزوری و نقاہت اس قدر تھی - کہ بغیر کسی کے سہارے کے چل پھر نہیں سکتی تھی - نعیمہ کا آرام آنا عصمت کے لئے عید تھی - مگر اُسے کیا معلوم کہ یہ صحت چندروزہ ہے - بیماری کے دوران میں نعیمہ نے ایک خواب دیکھا - جس میں اُسے دکھایا گیا کہ اسکی مُشکلات کا عنقریب خاتمہ ہو جائے گا - اور اُسے دوسری دُنیا میں جانا پڑے گا - نعیمہ کو اس خیال سے خوشی ہُوئی مگر اُسنے دُعا کی کہ اے پروردگار مجھے چند دن کی صحت عطا کر میرے دِل میں ایک ارمان ہے - اُسے پُورا کر لوں - رات دن دُعا میں لگی رہتی - بارے خُدا اُس کی دُعا منظور ہُوئی - اور چند دن کی صحت عطا ہوئی - اُس نے اپنے آرام آنے کے دو دن بعد غسل کر کے اچھے کپڑے پہنے اور قلم دوات ہاتھ میں لیکر لکھنے میں مشغول ہو گئی - کافی دیر بیٹھی لکھتی رہی - عصمت نے اپنے کمرہ میں سے دیکھا کہ نعیمہ صبح سے لکھنے میں مشغول ہے - وہیں سے آواز دیکر کہا "نعیمہ آج صبح سے کیا کر رہی ہو - خُدا خُدا کر کے آرام ہوا ہے - اب تم صبح سے لِکھ رہی ہو - خدانخواستہ کہیں پھر نہ بیمار ہو جاؤ - اب بس کرو" "ابھی تھوڑا سا ہی لکھا ہے - ابھی اٹھتی ہوں" نعیمہ نے لکھتے لکھتے کہا "بس جو بیمار ہونا تھا ہو چکی - اب کبھی کوئی بیماری نہ ہو گی" یہ کہتے کہتے نعیمہ خود بخود مُسکرائی - اس مسکراہٹ میں خاص معنے پنہاں تھے - جسے صرف اور صرف نعیمہ ہی سمجھ سکتی تھی - نعیمہ نے چار پانچ گھنٹے لکھنے پر صرف کئے - جو کچھ لکھا اُسے لفافہ میں رکھا - اور اپنے بستر کے نیچے رکھکر لیٹ گئی - اُس نے خیال کیا - کہ اُس دن میں نے خاوند سے سخت کلامی کی تھی - مجھے ان سے معافی مانگنی چاہیئے - رات کے وقت حامد سونے کی تیاری کر رہا تھا - اٹھی گرتی پڑتی گئی - اور کہا :-

نعیمہ - میری غلطیاں معاف فرمائیں - چار سال کے عرصہ میں نہ معلوم کس قدر قصور مجھ سے سرزد ہوئے ہوں گے - اور آپ کو کئی دفعہ میری طرف سے تکلیف پہنچی ہو گی - میں اپنی خطاؤں پر نادم و پشیمان ہوں للہ میری خطائیں معاف —— کہتے کہتے نعیمہ کی آنکھوں سے دو موٹے موٹے آنسو نکل پڑے +

حامد - اس دن تو اتنے سخت الفاظ کہکر تُمنے اپنے دِل کی بھڑاس نکال لی تھی - جس کو اس قدر سخت الفاظ کہہ رہی تھی - اُسی سے تم آج معافی مانگ رہی ہو - جب تمہیں کسی بات کا احساس ہی نہیں - تو معافی مانگنے کے کیا معنے +

نعیمہ - جی ہاں - میں قصوروار - سزاوار - خطاکار - جو سزا آپ دیں میں لینے کو تیار ہوں - مگر زندگی کا بھروسہ نہیں - نہ معلوم آج بالکل . . . . .

حامد - (بات کاٹ کر) مرتے مرتے بچ گئی - موت کے کنارے سے واپس آگئی ہو - مرنا ہوتا تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مر نہ گئی ہوتی۔

نعیمہ۔ (دِل ہی دل میں) خُدایا میں دل میں کیا کیا امنگیں لیکر آئی تھی۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی بر عکس ہے۔ ان کا تو غصہ ہی ابھی اُترا نہیں۔ نعیمہ کے دُکھے دِل میں حامد کے الفاظ تیر کی طرح پیوست ہو گئے بے اختیار آنسو ٹپ ٹپ زمین پر گرنے لگے چُپ چاپ کھڑی روتی رہی۔ حامد نے اسپر کوئی توجہ نہ دیتے ہُوئے دوبارہ کہا:۔

حامد۔ جاؤ مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں

نعیمہ نے کچھ بولنے کی کوشش کی مگر نہ بول سکی۔ چُپ چاپ روتی ہُوئی واپس آگئی۔ رات بھر طرح طرح کے خیالات میں غلطاں و پیچاں رہی۔ صبح سویرے پھر گئی۔ پھر اسی طرح معافی مانگی۔ مگر حامد لباس تبدیل کر سکول سدھارا۔ نعیمہ خاموش کمرہ میں آگئی۔ پلنگ پر لیٹ کر روتی رہی۔ خود بخود اپنے دل سے باتیں کر رہی تھی " خدایا کہیں میں تیرے حضور گنہگار نہ گنی جاؤں۔ دو دفعہ معافی مانگ چکی ہوں لیکن انہوں نے مجھے معافی نہیں دی۔ اَے خُدا کیا تُو بھی مجھ سے ناراض ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ اس ظلم کو خاموشی سے برداشت کرلوں گی۔ لیکن اب میرے اندر طاقت نہیں۔ اے میرے مشکلکشا، تُو میری مشکلات کا خاتمہ کر مجھے اپنے پاس بُلالے۔ تیری اس دُنیا میں میرے لئے راحت و آرام ختم ہے۔ اب میرا دل اس دُنیا سے بھر گیا ہے۔ مجھے خوشی کی ضرورت نہیں۔ مجھے آرام کی ضرورت نہیں۔ مجھے صرف اور صرف تیری جنّت کی ضرورت ہے۔ مگر اے خدا۔ خاوند کی ناراضگی سے کس طرح مجھے جنّت حاصل ہوگی۔ خُدایا تو ان کے دل کو میری طرف سے صاف کر۔ رات کو پھر جاؤں گی تین دفعہ میری طرف سے ہو جائے گی۔ مَیں تیرے حضور بری ہو جاؤں میرے پیارے خُدا تُو مجھے معاف کر۔

نعیمہ اسی طرح کافی دیر دِل ہی دِل میں باتیں کرتی رہی رات کے وقت پھر گئی۔ حامد سونے کے کپڑے پہن رہا تھا۔ نعیمہ نے پہلے کی طرح پھر ہاتھ جوڑ کر معافی طلب کی۔ مگر حامد نے پرواہ نہ کرتے ہُوئے لحاف اوڑھا اور سو گیا۔ نعیمہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں گرنی شروع ہو گئیں۔ کھڑی خاوند کے چہرہ کیطرف دیکھتی رہی۔ یکایک اُس کے آنسو خشک ہو گئے۔ قریباً ایک گھنٹہ حامد کے چہرے کیطرف ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہی۔ پھر آہستہ سے حامد کے پاؤں پر سے لحاف ہٹایا۔ پاؤں چُومے۔ اپنی آنکھیں پاؤں پر لگائیں۔ دونوں ہاتھ بلند کئے۔ اور کہا۔ اَے خُدا۔ اب میں بے بس ہوں۔ تُو میرے گناہ معاف فرما۔ میں تیرے حضور بری الذمہ ٹھہرائی جاؤں۔ مَیں کیا کروں میرے بس میں کوئی بات نہیں۔ سب کچھ تیرے حوالے۔ تُو اُن کے دل کو صاف کر۔ شائد میرے بعد ہی ان کی آنکھیں کُھلیں۔ اور مجھے معاف کر کے میری رُوح کو تسکین دیں۔ یہ کہا اور آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے کمرہ میں آکر اپنے لکھے ہوئے خط کو ایکبار پھر پڑھا اور لفافہ میں بند کر کے تکیہ کے نیچے رکھ لیا۔ اپنے یتیم بھائی نسیم کو سوتے ہوئے کو پیار دیکر کہا۔ میرے پیارے والدین کی پیاری نشانی حوالہ بخدا۔ یہ کہا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ آج اُسے یقین تھا کہ مَیں ضرور مر جاؤنگی۔ وُہ یٰسین پڑھنے لگی +

(۸)

صبح سویرے اُٹھ کر عصمت کام کاج میں لگ گئی۔ اُسے کام کرتے کرتے آٹھ بج گئے۔ وُہ حیران تھی کہ آج نعیمہ کیوں نہیں اُٹھی۔ اُس نے خیال کیا کمزور ہے۔ اس لئے پھر کہیں آنکھ لگ گئی ہوگی آخر ساڑھے آٹھ ہوئے۔ تو اُس نے نسیم کو کہا۔ جاؤ دیکھو تمہاری آپا کیا کر رہی ہے۔ نسیم نے تھوڑی دیر کے بعد واپس آکر کہا۔ آپا تو جاگتی نہیں۔ حامد کسی ضرورت سے نعیمہ کے کمرے میں جا رہا تھا عصمت نے کہا۔ "ذرا نعیمہ کو جگا دینا" حامد اندر جا کر بولا۔ ساڑھے آٹھ ہو گئے مگر ابھی تک خیر سے نیند ہی ختم ہونے میں نہیں آتی۔ مگر وہاں کوئی ہو تو جواب دے۔ حامد کو شک سا ہوا۔ کہیں بیہوش ہی نہ ہو گئی ہو۔ اُسے ہلایا۔ نہ ہلی۔ آوازیں دیں مگر جواب ندارد۔ دُنیوی نیند سے تو انسان جگا سکتا ہے۔ مگر ابدی نیند سے کون اُٹھائے۔ حامد نے نبض دیکھی۔ ناک پر ہاتھ رکھکر سانس معلوم کی۔ قلب کی حرکت معلوم کی مگر بیسُود۔ حامد کی آنکھوں کے آگے رات کا واقعہ پھر گیا۔ اُسے معلوم ہونے لگا کہ نعیمہ اس دُنیا میں نہیں۔ پھر خود بخود کہنے لگا "رات کو تو اچھی بھلی تھی۔ بیہوشی طاری ہو گئی ہے۔ نعیمہ۔ نعیمہ"۔ مگر نعیمہ ہو تو بولے۔ جلدی سے باہر آکر گھبراتے ہوئے کہا۔ "منجھلی آپا نعیمہ تو بیہوش پڑی ہے۔ دیکھنا ذرا کیا ہوا" یہ کہا اور ڈاکٹر کو بُلانے بھاگ گیا۔ عصمت جلدی سے کمرہ میں آئی۔ نعیمہ کو دیکھ کر اُس کے ہاتھ پاؤں پھُول گئے۔ چہرہ کا رنگ اُڑ گیا۔ خالدہ کو وہیں سے آواز دی "آپا جلدی آنا نہ معلوم نعیمہ کو کیا ہوا"۔ "ہونا کیا تھا۔ مَیں آنے کیلئے فارغ نہیں بیٹھی" خالدہ نے اپنے کمرہ سے ہی جواب دیا۔ اس کے نخرے تم لوگ ہی دیکھو مَیں ان گیدڑ بھبکیوں میں آنے والی نہیں"۔ عصمت کو یہ الفاظ بہت ناگوار گذرے۔ اُس نے خالدہ کو کچھ اور کہنا بیسود سمجھا۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اُسے ایسا معلوم ہوا جیسے کہ نعیمہ اب اس دُنیا میں نہیں رہی۔ کل کا واقعہ جبکہ اُس نے کہا تھا کہ "اب مجھے سردی نہیں لگے گی"۔ عصمت کی آنکھوں کے آگے پھرنے لگا۔ نعیمہ کو ہوش میں لانے کی ترکیبیں کر رہی تھی مگر ناکام۔ اُس کے دل میں ہزاروں قسم کے خیالات چکر لگا رہے تھے۔ وُہ حیران تھی کہ یہ مر کیونکر گئی۔ کیا کہیں کچھ کھا تو نہیں لیا۔ یہ خیال آتے ہی اُس کی رُوح کانپنے لگ گئی۔ اتنے میں ڈاکٹر آ گیا عصمت دوسرے کمرے میں ہو گئی۔ ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد بتلایا کہ حرکتِ قلب بند ہو گئی ہے۔ دوسرے کمرہ میں عصمت نے سُنا وہ دھڑام سے زمین پر بیہوش ہو کر گر گئی۔ ڈاکٹر چلا گیا۔ حامد نعیمہ کے پاس بیٹھا ہوا رو رہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھا۔ نسیم آپا آپا کہکر نعیمہ سے چمٹا ہوا رو رہا تھا۔ خالدہ آئی۔ کہنے لگی۔ حامد پاگل تو نہیں ہو گئے ؟ ایسی سخت جان بھلا کیونکر مر سکتی ہے۔ مرنا ہوتا تو بیماری میں کیوں نہ مر گئی ہوتی۔ ڈاکٹر نے غلطی سے نہ کہدیا ہو۔ حامد کو یہ الفاظ بہت بُرے محسوس ہوئے۔ یہ پہلا موقعہ تھا جبکہ خالدہ کے الفاظ اُسے بُرے محسوس ہوئے۔

تجہیز و تکفین کے بعد نعیمہ اپنے گھر حقیقی گھر ابدی گھر جا رہی تھی۔ مگر سوائے ایک وجود کے باقی سب درد سے رو رہے تھے۔ خالدہ ٹسوے بہا بہا کر دُوسرے لوگوں کے گلے مل رہی تھی۔ حامد دفن کرنے کے بعد گھر آیا۔ نعیمہ کے کمرے میں جا کر اُس کے بستر پر بیٹھ کر رونے لگا۔ کہہ رہا تھا۔ الٰہی مَیں کس قدر بد بخت ہوں کہ نعیمہ سے ایک دن بھی اچھا سلوک نہ کیا۔ شائد وہ اسی بدسلوکی کیوجہ سے مجھ سے چھینی گئی ہے۔ وُہ ہمیشہ مجھ سے رحم کی طالب رہی۔ مگر مَیں کم نصیب انسان بھاوج کے ڈر سے اُس سے بات نہ کر سکتا تھا۔ اَے خُدا مَیں کیا کروں۔ میری غلطیاں قابلِ مواخذہ ہیں۔ کم بخت بھابی نے مجھے کہیں کا نہ رکھا۔ بُرا ہو بھابی کا۔ مگر نہیں بھابی کو مَیں کیوں الزام دوں۔ خود میری غفلت و بے توجہی سے اُس کی یہ حالت ہُوئی۔ افسوس مَیں نے اُسکے حقوق کا خیال نہ رکھا۔ مَیں نے اپنا کوئی فرض ادا نہ کیا۔ آہ! آخری بار اُس نے مجھ سے تین بار معافی مانگی۔ مگر مَیں نے اُف مَیں نے نہ دی۔ مجھ جلاد ، بے رحم کے ہاتھوں اُس کی زندگی برباد ہُوئی۔ اے نیک سیرت نعیمہ مجھے بخش دے۔ مجھ گنہگار کو معاف کر۔ تُو عورت نہیں فرشتہ تھی۔ مگر افسوس مَیں نے تیری قدر نہ کی۔ اَے ربّ العالمین تُو بھی میری کوتاہیاں معاف فرما۔ اَے پیغام لیجانے والے فرشتو۔ میری نیک سیرت بیوی تک یہ پیغام پہنچا دینا کہ تیرا خاوند ہاں بے رحم، ظالم، جلاد تجھ سے ہاتھ جوڑ کر معافی چاہتا ہے۔ آہ شائد یہ تیری ہی مجھ پر آہ پڑ رہی ہے کہ مَیں تین سال سے متواتر فیل ہو رہا ہوں۔ نہ معلوم مَیں بدبخت بخشا بھی جاؤں گا یا نہیں۔

پھر نہ معلوم کس خیال سے حامد نے تکیہ اُٹھایا۔ نیچے سے ایک خط ملا۔ حامد نے جلدی سے اُٹھایا۔ اُوپر نعیمہ کے خوبصورت دستخطوں سے حامد کا نام لکھا ہُوا تھا۔ اُس نے چاک کر کے پڑھنا شروع کیا۔ لکھا تھا:-

میرے سرتاج

السلام علیکم

ایک غم نصیب ، بدنصیب شائد ایک یا دو دن کے بعد اس گھر سے رُخصت ہو جائے۔ میرا رخصت ہونا ایک دو دن کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش کیلئے۔ کہیں یہ خیال نہ کریں کہ مَیں جان بوجھ کر مرونگی۔ نہیں۔ بلکہ وُہ خُدا جو اپنے ہر بندے پر رحم و کرم کی نگاہ رکھنے والا ہے۔ اُس نے مجھے بتلایا ہے کہ چند دن کے بعد میری تکالیف کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ آپ مجھ سے ناراض تھے۔ مَیں نے دُعا کی کہ اے خُدا مجھے ایک دو دن اور صحت کی زندگی عطا کرتا مَیں آپکو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راضی کر جاؤں۔ اُس نے مجھے محض اپنے فضل سے صحت عطا فرمائی۔ میرے تندرست ہونے پر سب یہ خیال کرتے ہیں کہ مَیں شاید اور زندہ رہونگی۔ تندرست ضرور ہوں۔ مگر صرف ایک دو دن کیلئے۔ اس فانی زندگی کے بعد مجھے وہ زندگی مل رہی ہے۔ جہاں نہ غم ہے نہ تکلیف، نہ بے پرواہ خاوند، نہ بے پرواہ خاوند کی ظالم و متکبّر بھابی، نہ غریب ماں باپ، نہ ننھا یتیم بھائی +

خُدا نے آپ کو میرا ساتھی بنایا۔ مَیں خود بخود آپ کے گھر نہیں آ گئی تھی۔ بلکہ میرے ماں باپ نے اور آپ کے ماں باپ نے ہمیں آپس میں ایک دُوسرے کا ہمدرد بنانے کے لئے جوڑا۔ خاوند مجازی خُدا ہوتا ہے۔ آپ کو کبھی بھُول کر بھی یہ خیال نہ آیا۔ کہ عورت کے دِل میں خاوند کی کس قدر عزّت ہوتی ہے۔ وہ اپنے خُدا اور رسُول کے فرمان کے مطابق سجدہ کرنے کو تیار۔ اگر اسے غیر اللہ کے آگے سجدہ کرنا جائز ہوتا۔ سجدے کے ورے جس قدر دُنیا میں عزّت ہوتی ہے۔ وُہ عورت کے دِل میں ہوتی ہے۔ میری اُمّیدوں کا مرکز۔ خوشیوں کا گہوارہ۔ آنکھوں کا نُور۔ کلیجے کی ٹھنڈک صرف اور صرف آپ تھے۔ آپ کے بھروسے مَیں تمام دُنیا پر لات مارنے کو تیار ہو سکتی تھی۔ دُنیاوی مصائب و مشکلات میری نظر میں ایک تنکے کے برابر وقعت نہ رکھتے۔ مُرجھائی کلی کو شگفتہ کرنا صرف آپ سے وابستہ تھا۔ مگر آپ نے یہ بالکل بھلا دیا کہ گاڑی ہمیشہ دو پہیوں سے چلتی ہے۔ اگر ایک پہیہ کمزور ہُوا ہو اور دُوسرا اُسے سہارا نہ دے۔ تو گاڑی کا چلنا ناممکن ہے۔ میرے دُکھ سُکھ میں شریک ہونا آپکا فرض تھا۔ اگر آپ میری بے عزّتی کو اپنی بے عزّتی محسوس کرتے، میرے رونے کو اپنا رونا، میرے ہنسنے کو اپنا ہنسنا قرار دیتے۔ میرے غمزدہ دِل کو ایک دو لفظوں سے تسلّی دیتے۔ میرے دُکھے ہُوئے دِل پر طعنوں کے تیروں کی بَوچھاڑ کو روکتے۔ میرے ماں باپ کی توہین کو محسوس کرتے۔ تو مَیں ایک نہیں تمام دُنیا کے طعنے سُننے کو تیّار ہوتی +

میرے بیمار ہونے یا مرنے کی ذمّہ واری آپ اور صرف آپ پر عائد ہوتی ہے۔ جیٹھانی قصوروار نہیں ہو سکتی۔ قصوروار آپ ہی ہیں۔ مَیں ہر سخت سے سخت لفظ برداشت کرنے کو تیار ہوتی۔ اگر آپ میرے ساتھ ہمدردی کرتے۔ میرے ساتھ وہی سلوک کرتے جو ایک خاوند کے ذمّہ مذہب اسلام نے لگا دیا ہے +

کیا ہُوا۔ اگر میرے ماں باپ غریب تھے۔ کیا غریبوں کے سینہ میں دل اور سر میں دماغ نہیں ہوتا؟ جیسے امیر یا آپ اپنے والدین کی عزّت و بے عزّتی میں فرق کر سکتے ہیں۔ اسی طرح غریب انسان بھی محسوس کرتا ہے۔ غریب بھی اپنے ماں باپ کی گود میں محبّت و پیار کا ویسا ہی لطف اُٹھاتے ہیں جیسے امیر یا آپ۔ غریب آسمان سے نہیں گرتے جو خوشی، رنج، عزّت اور بے عزّتی کو محسوس نہ کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ یہ کہینگے کہ آپنے میرے والدین کی توہین نہیں کروائی۔ لیکن میں یہی کہونگی کہ آپ ہی کروا تے تھے۔ اگر آپ اپنی بھابی کو روکتے۔ تو اسکی مجال نہ تھی کہ کچھ کہہ سکتی۔ آپنے اس اَمر کے سوا اور کوئی خیال نہ کیا کہ میری بھابی کہیں ناراض نہ ہو جائے۔ جب آپ اس عورت کی جس کے آپکے ذمّے بہت سے حقوق ہیں۔ توہین برداشت کرتے ہیں۔ تو پھر اس سے یہ کیسے اُمید رکھ سکتے ہیں کہ وہ آپکے والدین کی عزّت کریگی۔ میں تو کرتی تھی اَب بھی کرتی ہوں لیکن کیا میں انسان نہیں ہوں جو غصّہ میں نہ آؤں۔ شائد میں کچھ دیر اور زندہ رہتی مگر رنج وغصّہ کے بے پناہ شعلے میرے دل کو جلائے دیتے ہیں۔ آپنے عرصہ چار سال میں یہ کبھی محسوس بھی نہیں کیا کہ میں بھی رنج وغصّہ۔ محبت اور پیار سمجھ سکتی ہوں۔ آپنے اس عرصہ میں مجھے کونسے حقوق دیئے، کیا آپ پر پہلے یہ اَمر واضح نہیں تھا کہ نعیمہ غریب کی بیٹی ہے۔ اور بقول آپکے جب غریب گھر میں بیاہ کرنا گناہ سے کم نہیں تھا۔ تو جانتے بوجھتے ہُوئے کیوں ایک گناہ کے مرتکب ہوئے؟ میں کہتی ہوں عورت کا دل ایسا ہے کہ اگر میں امیر ہوتی اور آپ غریب۔ تو آپکا جھونپڑا میرے لئے راج محل سے بڑھکر ہوتا۔ میری حیات ایک اندھیری کال کوٹھڑی میں دروازہ ڈھونڈنے کے لئے بھٹکتی پھرتی رہی۔ دل میں ایک آگ جلتی رہی۔ دل سے آگ کے شعلے نکلتے۔ میرے دماغ کو جلاتے۔ میری زندگی کو برباد کرتے مگر افسوس آپکو بھول کر بھی ان باتوں کا خیال نہ گذرا۔ میرا دل مجھے مجبور کرتا کہ میں اپنی زندگی کا خاتمہ کرکے اس سوزش سے اپنے آپکو پاک کرلوں۔ کتنی دفعہ مجھے شیطان نے آمادہ کیا۔ مگر اسلام کا یہ حُکم کہ حرام مَوت مرنیوالے کو خُدا نہیں بخشتا۔ آن واحد میں میرے خیالات کے بنائے ہُوئے محلّوں کو گرا دیتا +

وُہ خُدائے قادر جو میرا اور امیروں کا خُدا ہے اُس نے مجھے بتلایا ہے کہ صبر کر۔ تیری تکالیف کا عنقریب خاتمہ ہوا چاہتا ہے۔ سو جبکہ میں یہ سطور حوالہ قلم کر رہی ہوں۔ میری آخری درخواست یہ ہے کہ جبتک آپ خود اپنے زورِ بازو سے کماکر کھلانے کی قابلیت نہ پیدا کرلیں۔ تب تک دُوسرا بیاہ نہ کریں۔ آپ یقیناً دوسرا بیاہ کرلینگے۔ آپکی بھابی آپکو شہزادی لاکر دے گی۔ مگر خُدارا اس سے یہ سلوک نہ کریں۔ وہ میں ہی تھی جو طعنے سُنتی۔ ماں باپ کی توہین کے کلمات سُنتی۔ اپنی بے عزتی کرواتی۔ جھڑکیاں سہتی۔ خادماؤں کی طرح تمام کام کرتی۔ سب کی خدمت کرتی۔ سب کچھ ہوتا۔ خاموش رہتی۔ اُف تک نہ کرتی۔ کبھی زبان پر شکوہ نہ لاتی +

آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم نے مجھے کبھی بتلایا نہیں۔ آپ گھر کے حال سے ناواقف نہ تھے۔ اگر آپکو کچھ میرا خیال ہوتا تو جذبات کے دفتر میرے چہرے سے پڑھ سکتے تھے۔ مگر افسوس صد افسوس آپنے کبھی پڑھنے کی کوشش نہ کی۔ اگر آپ سمجھنے کی کوشش کرتے تو آپکو معلوم ہو جاتا کہ عورت کس طرح ظلم وستم سہتی اور پھر بھی ہنستی ہے۔ خُدا کرے آپ اب بھی سمجھیں اور اپنے ذمّے کے حقوق کو پہچانیں۔ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ نہیں کہتی کہ صرف بیویوں کا خیال رکھا جائے۔ نہیں۔ بلکہ بیوی کے حقوق بیوی کو ملیں۔ بھاوج کے بھاوجہ کو بہن بھائیوں کے بہن بھائیوں کو۔

مَیں زیادہ کچھ نہیں کہتی۔ کیونکہ کہنا لاحاصل اور بیسود ہے۔ ہاں میرے عزیز بھائی نسیم کو اگر ہوسکے تو روٹی دے دیا کریں۔ یتیم بچہ ہے۔ آپ کے لئے دُعائے خیر کریگا۔ آپ اسے تسلی دیں اس کا اب دُنیا میں کوئی نہیں صرف مَیں تھی مگر مجھے بھی آپنے ان کے پاس پُہنچا دیا۔ اگر آپ سے یہ نہ ہوسکے تو بلا خوف وخطر اسے گھر سے باہر نکال دیں۔ غم نصیب بہن پاس نہیں جسے دیکھکر رنج ہوگا۔" والسلام "بدنصیب نعیمہ"

حامد نے خط پڑھا۔ ایک چیخ اُس کے مُنہ سے نکلی۔ بیہوش ہوگیا۔ جب ہوش آئی تو دیکھا کہ دونوں بھائی اور بھاوجیں پاس کھڑی ہیں۔ جب اُس نے خالدہ کو دیکھا تو بے اختیار اُس کے مُنہ سے نکلا۔ "آہ! بے گناہ نعیمہ ظلم وستم کا شکار ہوگئی"۔ نسیم کو بلانے کیلئے کہا۔ نسیم کو بُلایا گیا۔ حامد اُسے سینہ سے چمٹا کر اسقدر رویا کہ باقی سب کو بھی رُلا کر چھوڑا۔

حامد اب ہروقت غمگین رہتا ہے۔ نسیم کو ہروقت پاس رکھتا ہے۔ خالدہ کو اپنے پرائے سبھی بُرا کہتے ہیں اسکا بولنا اور زباندرازی پہلے کی نسبت کم ہے مگر غرور وتکبر وہی ہے۔ میری آنکھیں نعیمہ کی تکلیف پر آنسو بہا رہی تھیں۔ جب اُس نے کہانی ختم کی تو مَیں نے آنکھ اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا تو اُس کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں تھے۔

(خاکسار امتہ السلام قادیان)

اخوّتِ اسلامیّہ

اے امن و صلح اور آشتی کے متلاشیو! اے یگانگی اور محبّت کے تشنہ کامو! اے عالمگیر اخوت کی جُستجو رکھنے والو! آؤ مَیں تمہیں اسلام کی عالمگیر اخوت کی بے نظیر مثالیں بتاؤں کہ اسلام نے دُنیا میں مساوات کو کس قدر ترقی دی ہے۔ اخوت و محبّت کی بنا کس طرح قائم کی ہے۔ اور دُنیا میں یہ اخوت و محبّت کس درجہ کامیاب رہی ہے۔ آج دُنیا میں سوشلزم اور کمیونزم کے جھگڑے ہیں۔ ان کا تصفیہ اور سدّباب آج سے کئی سو برس پہلے ہی اسلام نے کر دیا ہے۔ دیکھو دُنیا میں امتیازات ہی اخوت کو توڑنے کا باعث ہوتے ہیں۔ لیکن اسلام نے ان کو یکسر مٹا دیا ہے۔ چُنانچہ قومی و نسلی امتیاز کو مٹانے کے لئے خُدا تعالیٰ سُورہ حجرات میں فرماتا ہے۔

اے انسانو! تم ایک ہی آدم کی اَولاد ہو۔ کسی انسان کو دوسرے انسان پر کسی قسم کا کوئی قومی یا نسلی تفوق حاصل نہیں۔ قوموں اور قبیلوں کے بنانے کا مُدّعا یہ ہے۔ کہ لوگ ایک دُوسرے کو پہچان سکیں۔ ورنہ خدا کے نزدیک سب سے بزرگ وُہی ہے۔ جو سب سے زیادہ متقی اور نیک ہو۔ دُوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ مُسلمان سب بھائی بھائی ہیں۔

اسلام کی تعلیم صرف موعظت تک ہی محدود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں ہے۔ بلکہ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے متبعین نے عملاً اس تعلیم کا نمونہ دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقِ عمل سے ثابت ہے۔ کہ انہوں نے کالے اور گورے عجمی اور عربی کے امتیازات کو مٹا دیا۔ اور یہ بتا دیا۔ کہ اسلام میں حبشی بھی اسی طرح معزز و مکرم ہے جس طرح عربی و ایرانی اور ہندوستانی۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک حبشی تھے لیکن صحابہؓ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت سلمانؓ جو فارس کے تھے۔ دینی تعلقات کے لحاظ سے بزرگ خیال کئے جاتے تھے۔ امتیازات و تفریقات کا مٹنا دراصل وہی ہوتا ہے جو دل سے ہو۔ پس اسلام نے دِلوں کی ہر قسم کی آلائشوں کو مٹا کر انسان کو اس قابل بنا دیا کہ وہ اپنے ہمسایہ کے حقوق کے متعلق عقیقی جذبہ رکھے۔ چنانچہ اسی نسلی اور قومی امتیاز کو مٹانے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ کی شادی ایک غلام زید نامی کو آزاد کر کے اُن کے ساتھ کر دی۔ اور اپنے عمل سے نسلی اور قومی امتیاز کو مٹا کر دُنیا میں عظیم الشان اخوت و برادرانہ مودّت کی زندہ مثال قائم کر دی*

پھر اسلام نے حقوق اور قانون کے امتیازات کو بھی مٹا دیا ہے۔ اس کے نزدیک سب لوگ حقوق میں مساوی ہیں۔ چنانچہ اُس زمانے میں جبکہ اسلام کی ابھی زیادہ اشاعت نہ ہوئی تھی۔ لوگوں میں یہ رواج تھا۔ کہ امیر و کبیر لوگوں کیلئے دوسری سزا۔ آزاد لوگوں کے لئے اور سزا۔ اور غلاموں کے لئے سخت قسم کی سزا تجویز کیجاتی۔ لیکن اسلام نے سب کو مساوات پر کھڑا کیا۔ اور امیر و غریب۔ حاکم و محکوم۔ اعلیٰ و ادنیٰ سب کے ساتھ عدل کرنے اور پُورے پورے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے مومنو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو۔ اور انصاف سے گواہی دو۔ کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس بات پر مائل نہ کر دے کہ تم انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دو۔ بلکہ انصاف کرو۔ یہی راہِ تقویٰ ہے اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ دوست دشمن، امیر و غریب، آقا اور غلام سب کے ساتھ عدل کیا جائے۔ یہ کسقدر زبردست تعلیم ہے اخوت کے بارے میں۔ ہر مسلمان خواہ امیر ہو یا غریب، ادنیٰ ہو یا اعلیٰ، آقا ہو یا غلام۔ سب ایک دوسرے کے دوش بدوش کھڑے ہو کر ایک ہی عبادت گاہ یعنی مسجد میں ایک ہی جگہ برابر سے نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اور ایک ہی امام کے پیچھے نماز ادا کر سکتے ہیں۔ ہاں خُدا کے نزدیک سب سے برتر اور بزرگ وہی ہے جس کا خُدا تعالیٰ سے سب سے زیادہ تعلق ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ کوئی اعلیٰ دنیوی وجاہت رکھنے والا یا کوئی خاص آدمی ہی امام بنے۔ یا مالداروں اور عہدہ داروں کیلئے کوئی مخصوص عبادت گاہ ہو۔ یا کوئی خاص مقام مقرر ہو۔ نہیں بلکہ علمِ دین کے لحاظ سے جو زیادہ سبقت رکھتا ہو۔ اور جو خُدا کی راہ میں زیادہ قُربانیاں کرنیوالا ہو۔ اسلام کے نزدیک وہی معزّز ہے خواہ وہ دُنیاوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لحاظ سے ادنیٰ حیثیت کیوں نہ رکھتا ہو۔ یہ ہے دُنیا میں اخوت و برادرانہ سلوک کی سچی راہ +

اسلام ہر موقعہ و محل پر برادرانہ سلوک اور اعلیٰ اخوت کا حامی ہے۔ چُنانچہ دیکھئے جبکہ مکّہ سے مدینہ لوگ ہجرت کر کے آئے۔ اور انصار میں ملکر رہنے لگے۔ تو انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کی محبّت اور الفت سے بیتاب ہو کر اپنی جائدادوں کو آدھا آدھا بانٹ لیا کیونکہ اُسوقت مہاجر ناداری کی حالت میں ہجرت کر کے آئے تھے۔ انکے پاس زیادہ سامان نہ تھا پس انصار نے انکی امداد کیلئے اپنی جائدادیں دیدیں۔ یہ ہے دُنیا میں بینظیر مثال اخوت کی۔ جس کی نظیر موجودہ زمانہ میں نہیں ملتی۔ پھر یہی نہیں کہ صرف اخوت کی تعلیم دیگئی ہو۔ بلکہ تمام وہ روکاوٹیں اور وہ وجوہ جن سے اخوت منقطع ہو سکتی ہے۔ انکا بھی قلع قمع کیا۔ چُنانچہ قرآن کریم میں سُورہ حجرات میں آیا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ ایک دوسرے کی تحقیر مت کرو۔ شائد کہ وُہ تم سے بہتر ہوں۔ ایک عورت دُوسری عورت کی تحقیر نہ کرے۔ شاید وہ ایک دوسری سے بہتر ہوں۔ عیب مت لگاؤ۔ اور نہ ہی بُرے القاب سے ایک دوسرے کو یاد کرو +

دُوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ بدگمانی مت کرو۔ یہ ایک گناہ ہے۔ اور نہ ایک دوسرے کی بُرائی کی تجسّس کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ چنانچہ اسلام نے ان تمام باتوں کی جن سے جھگڑے اور فساد کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جڑ کاٹ کر ہم کو سچّی اخوت سکھائی ہے +

اِسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر مُسلمانوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ تو اُنکے درمیان صُلح کراؤ۔ اگر کوئی زیادتی کرے تو زیادتی کرنیوالے سے لڑو۔ یہانتک کہ وہ اپنی شرارت سے باز آجائے۔ پھر ان کے درمیان عدل سے صُلح کرا دو۔ اب دیکھو اسلام نے اخوت کی کتنی عمدہ تعلیم پیش کی ہے۔ اور اخوت کے کیسے صحیح اور سچے راستے دکھائے ہیں۔ بس اسلام ہی ہے جس نے دُنیا کو عالمگیر اخوت کا سبق سکھایا + (زینت آرا بنت سیٹھ خیر الدین صاحب لکھنؤ)

رپورٹ مجلس خادمات الاحمدیہ دہلی

الحمد للہ کہ مجلس خادمات الاحمدیہ دہلی نے ۳۰ جولائی کو یوم التبلیغ نہایت احسن طریق پر منایا۔ بُشریٰ بیگم خالدہ نے باوجود بیمار ہونے کے اپنی کلاس فیلوز کو ٹریکٹس بھیجے۔ شمیم فاطمہ عارفہ نے اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کو تبلیغ کی۔ بیگم صاحبہ ڈاکٹر ایس۔ اے لطیف نے ٹیمپرنس سوسائٹی اور ایک معزز گھرانے میں پیغام حق پہنچایا۔ گلزار بیگم فاطمہ و مبارکہ بیگم صدیقہ و سابحہ بیگم عفیفہ نے بھی انفرادی طور پر تبلیغ میں خوب حصّہ لیا۔ جماعت احمدیہ کی حیرت انگیز ترقی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات ایسے طریق پر بتائے گئے کہ سُننے والوں نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ سلسلہ کی کتب بھی برائے مطالعہ دی گئیں۔ محترمہ مبارکہ سُلطانہ خدیقہ نے بھی انفرادی تبلیغ میں حصّہ لیا۔ بعد دوپہر جلسہ منعقد کر کے تبلیغی مضامین و لیکچرز سے غیر احمدی بہنوں کو احمدیت سے آگاہ کیا گیا۔ کثیر تعداد میں ٹریکٹس بھی تقسیم کئے گئے۔ جو خادمات نے مرکز سے منگوائے تھے +

(مبارکہ بیگم صدیقہ سکرٹری مجلس خادمات الاحمدیہ دہلی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خانہ داری

آلو کے کباب

آلو آدھ سیر۔ گھی دو چھٹانک۔ خشک ڈبل روٹی کا آٹا آدھ چھٹانک۔ انڈے دو عدد اور کچھ مصالحہ وغیرہ

ترکیب:۔ آلوؤں کو پہلے اُبال کر پیس لیں۔ بعد ازاں ڈبل روٹی کا آٹا انڈوں کی زردی اور مصالحہ ملا کر آلوؤں کو خوب گوندھ لیا جائے۔ پھر اُنکی گول گول شکل کی ٹکیاں بنا لیں۔ اور انڈوں کی سفیدی کو پھینٹ کر اسمیں ذرا سا نمک ملا کر آلوؤں کی ٹکیاں اسمیں تر کر کے ہلکی آنچ پر تل لیں۔ کباب تیار ہیں۔

شکر پارے

سیر بھر سوجی۔ ایک سیر گھی۔ ڈیڑھ سیر چینی۔

ترکیب:۔ سوجی میں ایک چھٹانک گھی ڈال کر خوب حل کرو۔ جب سوجی اور گھی ایک جان ہو جائیں تو دودھ سے خوب گوندھ لو۔ پھر اسکے پیڑے بنانیکے بعد چکلے پر رکھکر پھیلائیں اور چاقو سے لمبے لمبے قتلے تراش کر آدھ سیر گھی میں تل لیں۔ بعد ازاں ڈیڑھ سیر چینی کی دو تار کی چاشنی تیار کر کے شکر پارے گھی سے نکالکر چاشنی میں ڈال لیں۔ تیار ہیں۔

آلو کا رائیتہ

آدھ پاؤ آلو۔ ایک پاؤ دہی۔ ایک ماشہ ہر قسم کا گرم مصالحہ۔ سُرخ مرچ اور نمک حسب ضرورت۔

ترکیب:۔ پہلے آلوؤں کو اُبال کر حسب پسند تراشنے کے بعد سرد ہونے دیں۔ اس دوران میں دہی کو چمچہ سے خوب پھینٹ لیں۔ بعد ازاں کٹے ہوئے آلو اور مصالحہ وغیرہ ڈال کر چمچہ سے ملا لیں۔

(سارہ بیگم دینیات درجہ ثانیہ)

حفظانِ صحت

بچے کا لباس

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جلد اپنے فرائض اسی حالت میں بخوبی ادا کر سکتی ہے۔ جبکہ اس کو بیرونی ہوا اکثر لگتی رہے۔ بچے کے کپڑوں کا انتخاب کرتے وقت اس اصل کو ضرور مدِّنظر رکھو۔ اس میں شک نہیں کہ آب و ہوا اور موسم کے اثرات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اور انہی کے ماتحت کپڑوں کا انتخاب کرنا چاہیئے لیکن بہر حال کپڑا ایسا ہو جو جسم سے حرارت کو باہر نہ جانے دے۔ سردی کے موسم میں گرم کپڑا ضروری ہے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ جلد کو ہوا نہ لگ سکے۔ ورنہ مَیل اور پسینہ باہر نہ نکل سکے گا۔ اور جلد جو حرارت جسمانی کو قائم رکھتی ہے اپنا کام پُورے طور پر نہیں کر سکیگی۔ پس ضروری ہے کہ کپڑا مسامدار جاذب اور نرم ہو۔ کیونکہ بچے کا جسم بہت نازک ہوتا ہے۔ کھُردرے کپڑے سے اس کا جسم چھل جائیگا۔ کپڑے ہلکے ہونے چاہئیں تاکہ بچے کو بوجھ سے تکلیف نہ ہو۔ اسی طرح کپڑے تنگ نہ ہوں۔ جن سے آزادی میں فرق آئے۔ اور بچہ حرکت نہ کر سکے۔ اعضاء کا آزادی سے ہلنا جلنا صحت اور نشو و نما کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مفید ہے۔ چھاتی پر خاص طور پر کپڑوں کا بوجھ نہ ہو۔ کیونکہ چھاتی کو آزادانہ بڑھنے اور پھیلنے کی ضرورت ہے، عام طور پر مائیں بچہ کے سینہ پر بہت زیادہ کپڑوں کا بوجھ لاد دیتی ہیں۔ یہ اچھا طریق نہیں۔ بچے کے کپڑے اتنے کھلے رکھے جائیں کہ آسانی سے پہنے اور اتارے جاسکیں۔ سیفٹی پنوں کی بجائے فیتوں یا بٹنوں کا استعمال کیا جائے۔ گرمی کے موسم میں کپڑا اتنا پتلا ہو کہ سورج کی کرنیں اس میں سے گزر سکیں۔ کیونکہ سورج کی روشنی صحت کے لئے بہت مفید ہے۔

(امتہ الرشید دینیات درجہ ثالثہ)

تیمار داری کے اصول

(۱) مریض کا کمرہ نہایت صاف، ہوادار اور خشک ہو۔ وہاں شور وغل نہیں ہونا چاہیئے +

(۲) مریض کے کمرے میں پاخانہ پیشاب کا برتن ہمیشہ فینائل اور صابن سے صاف کر کے رکھنا چاہیئے۔

(۳) بستر آرام دہ اور موسم کے مطابق ہو۔ سخت بستر سے زخم ہو جاتا ہے +

(۴) ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اوقاتِ مناسب پر دوا اور غذا دی جائے +

(۵) کھانے کی چیزیں عمدہ صاف اور مکھیوں سے محفوظ ہوں۔ نیز باسی کھانا استعمال نہ کرایا جائے +

(۶) مریض کو زیادہ سے زیادہ آرام پہنچانے کی کوشش کرو۔ تاکہ سو جائے۔ سو دواؤں سے بہتر دوا نیند ہے۔

(۷) بیمار کے کمرے میں خوشبودار گلدستے رکھو۔ تاکہ ہوا صاف رہے + (۸) [illegible]

افسوسناک انتقال

پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

حمیدہ میری پیاری سہیلی تھی۔ اور نصر اللہ اسکا بھائی آہ! قدرت نے ان کے والد محترم کو بچپن میں ہی ان سے جدا کر کے ان کو یتیم کر دیا تھا۔ اس کے بعد انکے مہربان اور مشفق چچا جناب بابو غلام قادر صاحب احمدی اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے ان ہر دو بچوں کی پرورش اپنے ذمہ لی۔ پڑھایا لکھایا اور ان کی ہر ضرورت کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھا۔ محض اس لئے کہ یہ بچے یتیم تھے۔ اور ان کے مرحوم بھائی کی زندہ نشانیاں آخر خدا نے ان بچوں کو بڑا کیا۔ اور انہوں نے جوانی کے عالم میں قدم رکھا۔ چچا چچی خوش تھے کہ ان کی محنت بار آور ہوئی۔ اور اس گھڑی کے منتظر تھے کہ یہ ہر دو بچے اپنے اپنے گھروں کو آباد کر کے اپنے مرحوم باپ اور محسن چچا کا نام روشن کریں گے۔

لیکن آہ! کسی کو کیا خبر تھی کہ موت کا خطرناک پنجہ ان دونوں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ آخر وہی ہوا جس کی کسی کو بھی امید نہ تھی۔ یعنی دونوں نوجوان بچے بیمار ہو گئے محسن چچا نے علاج شروع کیا۔ اور کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن ؎

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آخر ہر دو بچوں کو تبدیل آب و ہوا کیلئے چچا نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پشاور سے اپنے وطن ضلع گجرات بھیج دیا لیکن آہ بہن چند روز علالت کے بعد اپنے بھائی کو بسترِ مرگ پر چھوڑ کر رخصت ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون چچا کو اطلاع ملی۔ تو وہ وطن گئے۔ لیکن اسوقت میری سہیلی کو ہزاروں من مٹی کے نیچے لوگ چھپا چکے تھے۔ چچا کا کلیجہ پاش پاش ہوگیا۔ آخر صبر کا وزنی پتّھر دل پر رکھکر واپس آگئے۔ ابھی واپس آئے چند روز بھی نہ ہوئے تھے۔ اور بھتیجی کی جُدائی کے آنسو خشک بھی نہ ہونے پائے تھے کہ دوبارہ اطلاع ملی۔ کہ بھتیجا بھی اپنی بہن کی تقلید میں جُدائی کا داغ دے گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون اتفاق ایسا ہوا۔ کہ اطلاع دیر سے ملی۔ چچا پھر وطن گئے۔ لیکن اس دفعہ بھی اپنے پیارے بھتیجے کا مُنہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ دیگر عزیز و اقارب اس کو بھی سپردِ خاک کر چکے تھے۔ یہ انجام تھا ان ہونہار بچوں کا جن کو پندرہ سولہ سال تک چچا چچی نے بھائی کی نشانیاں سمجھ کر پالا پوسا۔ اور بڑی بڑی خوشیاں اُن کے ساتھ وابستہ کی ہُوئی تھیں۔ لیکن مَوت نے ان کی تمام اُمّیدوں کا خاتمہ کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(سیدہ بلقیس بیگم مسز محمد اسحٰق صاحب پشاور چھاؤنی)

بقایاداران کو اطلاع

جن خریداران مصباح کا چندہ ختم ہے۔ انہیں چاہیئے کہ فوراً رقم ارسال کر دیں۔ اور اپنے اپنے حلقہ میں مصباح کی توسیع اشاعت کی بھی کوشش کریں۔ (مینجر)

تاریخی واقعات

خولہ بنت الازور

جب مُسلمانوں کا لشکر اسلام کا جھنڈا بلند کرتا ہوا دمشق کے قریب پہنچا۔ تو قیصر ہرقل شام کے دارالخلافہ انطاکیہ میں تھا۔ خالدؓ جیسے بہادر کے مقابلہ میں اس نے پانچہزار فوج کیلوس کی ماتحتی میں روانہ کی۔ ضرار اُسوقت خالد کے ساتھ تھے۔ لڑائی ہوئی اور ضرار کی بہادری دیکھکر دشمن دنگ رہ گئے۔ کیلوس مارا گیا۔ اور مُسلمانوں نے دمشق کے باہر ڈیرے ڈال دئے۔

قیصر کو یہ خبر پہنچی تو آگ بگولا ہوگیا۔ اُس نے ایک لاکھ تجربہ کار سپاہی مُسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار کیا۔ دشمن کی جمعیت دیکھکر مُسلمان حیران رہ گئے۔ خالد کا لشکر کل بیس ہزار تھا۔ اُس نے اپنے بھائی ضرار سے کہا۔ کہ بہادری دکھانے کا وقت ہے۔ ہمّت نہ ہارو۔ اور خدا کا نام لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑو۔ گو لشکر کم ہے۔ مگر خدا کا وعدہ ہمارے ساتھ ہے۔

خالد کا اتنا کہنا تھا کہ ضرار مَیدان میں آیا۔ اور غنیم کو للکارا۔ زبردست لڑائی ہُوئی۔ اور سرزمینِ دمشق پر خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ مگر آخر ضرار مجروح ہوکر گرفتار ہُوئے۔ اور مُسلمانوں کی رہی سہی ہمت ٹوٹ گئی۔ رفیع بن عمیرہ نے بلند آواز سے کہا۔ مُسلمانو! تُم ضرار کے لئے نہیں لڑ رہے۔ بلکہ تم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس کے لئے لڑ رہے ہو۔ وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ وہ زندہ ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہیگا۔ مسلمان دشمن پر اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے پھر ٹوٹ پڑے۔ ضرار کی گرفتاری کی خبر سُننے ہی خالد کی آنکھوں میں دُنیا اندھیر ہوگئی۔ صبح ہوتے ہی وہ بہادر دشمن کے گروہ میں گھس گیا۔ اور چاروں طرف اُس نے لاشوں کے ڈھیر لگا دئے۔ آخر ضرار کو دشمن کے پنجہ سے چھڑا یا۔ اور دمشق لوٹے۔ ابھی لوٹے نہ تھے کہ خالد نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی کہ اے معبود حقیقی اس وقت بیس ہزار فوج کا مقابلہ ایک لاکھ سے ہے۔ ہماری مدد کر اور ہماری لاج رکھ لے۔ چنانچہ بسم اللہ کہکر بیس ہزار فوج چاروں طرف سے دشمن پر گری۔ اور آفتاب کے سر پر آنے سے پہلے دمشق میں مُسلمانوں کا جھنڈا لہرانے لگ گیا۔ دمشق والے بھاگ تو گئے۔ مگر تاک میں تھے کہ موقع لگے تو مُسلمانوں سے بدلہ لیں۔ اتفاق یہ ہُوا کہ مُسلمانوں کا لشکر تو فتح کے نعرے لگاتا ہوا آگے بڑھا۔ مگر عورتیں اور اسباب پیچھے رہ گئے۔ اس سے اچھا موقع اور کیا ہو سکتا تھا۔ پیٹر ۱۶ ہزار فوج لیکر ان عورتوں پر آپڑا۔ مال و اسباب لُوٹ لیا اور عورتوں کو قید کیا۔

خولہ بنت الاذور علم وفضل کے اعتبار سے اُس وقت کی ممتاز عورتوں میں سے تھی۔ سیرت، صورت، شجاعت، عصمت، غرض قدرت نے تمام خُوبیاں اس خاتون میں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں۔ اسکی فصاحت کا تمام عرب میں شہرہ تھا۔ مگر تقدیر کی گردش کہ مُسلمانوں کی ایسی قابلِ فخر خاتون دشمنوں کے قبضہ میں پہنچکر پیٹر کے حصے میں آئی۔

خولہ کو جسوقت یہ خبر ملی۔ کہ مال و اسباب کے ساتھ ہماری بھی تقسیم ہوئی ہے۔ اور میں پیٹر کے حصّہ میں آئی ہوں۔ تو غصّہ کی آگ بھڑک اُٹھی۔ ساتھ کی گرفتار عورتوں سے کہا۔ ہم عرب کے بہادروں کی بہو بیٹیاں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کو اپنے وارثوں سے چھُوٹ گئیں۔ اور اسوقت ہمارے پاس کوئی مدد موجود نہیں۔ مگر بہتر ہے۔ کہ زمین پھٹ جائے۔ اور ہم اس میں سما جائیں۔ بہ نسبت اس کے کہ ہم اپنے وارثوں کی امانتوں اور عزتوں کا خاتمہ کریں۔ اے حمیاز اور حمص کی عورتو! اٹھو اور اپنی عصمت پر قربان ہو جاؤ۔ اور دشمنوں کو دکھا دو۔ کہ عرب کی عورتیں عزّت کے مقابلہ میں جان کی پرواہ نہیں کرتیں۔ ہم اُن دلاوروں کی اولاد ہیں۔ جن کا ایک ایک شخص ہزار پر بھاری تھا۔ اے بہادر بیبیو! کیا ہم اس روز کیلئے زندہ رہی تھیں کہ جسدن دمشق میں اسلام کا جھنڈا گڑے۔ اُس دن دشمن ہماری تقسیم کریں۔ آؤ سب گلے مل لیں۔ اگر زندہ رہیں تو عزّت کو ہاتھ سے نہ دیں گی۔ اور اگر مر گئیں تو قیامت کو عزّت کے ساتھ ملیں گی۔ خولہ کی یہ گفتگو ایک چنگاری تھی جو بارُود میں پڑی۔ تمام عرب زادیاں بانس ہاتھ میں لیکر دائرہ کی شکل میں کھڑی ہوگئیں۔ ایک یُونانی سپاہی کا قریب آنا تھا کہ خولہ نے اُس کے مغز پر

ایک بانس مارا - وہ چکرا کر گر پڑا - غل کی آواز سنکر تمام لشکر خیموں سے باہر نکل پڑا - جو قریب آنے کی کوشش کرتا تھا - زخمی ہوتا تھا - مجبوراً پیٹر نے فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو تلواروں کی باڑہ پر رکھ لو اور گردنیں اڑا اڑا کر پھینک دو - حکم کی دیر تھی فوج نے تلواریں نکال لیں - چاہتے تھے کہ تلواروں سے کام لیں - کہ خالد اور ضرار دونوں بہادر سر پر موجود تھے - پیٹر یہ حالت دیکھکر سہم گیا - اور کہنے لگا - عرب کی عورتو! ہم تمہاری بہادری کی عزت کرتے ہیں - خولہ کا غصہ کیا فرو ہونے والا تھا - پیٹر کے گھوڑے کی ٹانگ پر اُس نے ایک بانس اس زور سے مارا - کہ گھوڑا گر پڑا - گھوڑے کا گرنا تھا - کہ ضرار نے پیٹر کا کام بھالے سے تمام کر دیا - اور اُس کا سر نیزہ پر اُٹھا لیا ؛

گو خولہ آج دُنیا میں موجود نہیں - مگر اُس کی شجاعت اور عصمت کی داستان جبتک تاریخ موجود ہے - صفحۂ دُنیا سے مٹنے والی نہیں ؛

(خاکسار زینب بیگم از ننکانہ)

قطراتِ اشک

۲۷ مئی ۱۹۳۸ء کو میری عزیز از جان ہمشیرہ رضیہ بیگم اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کر گئی تھی - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ ۱۹۳۹ء کے ماہ مئی نے میرے دل میں اُسکی یاد پھر تازہ کر دی - جس کا اظہار ان چند قطراتِ اشک کی صورت میں ہوا ہے - اَللّٰھُمَّ اغْفِرْھَا وَ اَدْخِلْھَا الْجَنَّةَ ؛

(خاکسار محمد یعقوبؓ مولوی فاضل ایڈیٹر مصباح)

آنکھ روتی ہے کہ رونق بزم کی جاتی رہی
سینہ و دل آرزوؤں کا مری مدفن بنا

دِل تڑپتا ہے کہ دِل کی دِل میں حسرت رہ گئی
خنجرِ غم سے تمناؤں کا میری خوں ہوا

فصل گُل آتے ہی گلچیں لے گیا اک میرا پھول
وُہ گُلِ گلزارِ خوبی آج میں ڈھونڈوں کہاں

غیر ممکن ہے کبھی اُس پھول کو جاؤں میں بھول
جسکی خوشبو سے معطر ہو رہا تھا بوستاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آہ ہمشیرہ مری مُلکِ بقا کو چل بسی !
گو بظاہر ہو گئی وہ سب کی آنکھوں سے نہاں

چھوڑ کر دُنیائے دُوں وہ داخلِ جنت ہوئی
سچ تو یہ ہے پا گئی ہے وہ حیاتِ جاوداں

مَوت کیا ہے۔ ایک زینہ ہے وِصالِ یار کا
مَوت سے ڈرتے نہیں ہیں مومنانِ خوش سرشت

بند ہونا آنکھ کا روزن ہے اک دیدار کا
ہے یہی وہ راہ جس پر چل کے ملتی ہے بہشت

اَے شہیدِ[1] حق خُدا کی رحمتیں تجھ پر مدام
ڈھانپ لے فضلوں سے اپنے تجھ کو ربِّ ذوالجلال

تیری رُوحِ پاک پر ہوں ہر گھڑی لاکھوں سلام
نعمتیں تجھکو وُہ دے اگلے جہاں میں لازوال

تیری فرقت میں اگرچہ دِل مرا ناشاد ہے
خُوں بہاتی ہیں تصوّر میں ترے۔ آنکھیں مری

مُدّتیں گذریں پر اب تک تیری صورت یاد ہے
سامنے تصویر میں لٹکائے رکھتا ہُوں تری

ہے خوشی اِس بات کی۔ تُو داخلِ جنّت ہُوئی
قدسیانِ عرش میں تُو ہو گئی جا کر مکیں

عزّت و عظمت ملی حاصل تجھے رفعت ہُوئی
آہ لب پر ہے مگر کہتا ہُوں تجھکو آفریں

زندگی کے مُنتہا کو تُو نے مَر کر پالیا
تُو ہمارے گھر کی جا کر "میرِ منزل" بن گئی

دَوڑ کر ہم سب سے پہلے قُربِ حق کو جالیا
حُورِ جنّت بن گئی تُو شمعِ محفل بن گئی !

ایک ہی پرواز میں پہنچی زمیں سے تا فلک
زیبِ تن تُو نے بقا کا جامۂ اقدس کیا

تجھکو یہ دُنیا نہ بھائی۔ بھاگئے تجھکو ملک
جسمِ خاکی چھوڑ کر اک جسمِ اطہر لے لیا

حبّذا اَے طائرِ بستانِ احمدؑ حبّذا
دلربا نغموں سے اپنے قدسیوں کو شاد رکھ

مَرحبا اَے طُوطیٔ باغِ محمدؐ مَرحبا
جلوۂ ربّ الورٰی سے اپنا گھر آباد رکھ

تجھ پہ ابرِ رحمتِ حق ہر گھڑی چھایا رہے
تیرے سر پر فضلِ مَولیٰ کا سدا سایہ رہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

---

[1] المبطون شہید۔ (الحدیث)

شوہر جنگ میں

سکھی! کیا بتاؤں! برہ کے دن کیوں کر کاٹ رہی ہوں۔ مغرب کی طرف سے کالی کالی گھٹائیں اُٹھی ہیں۔ باغ میں مور نے ناچنا شروع کر دیا ہے کبھی کبھی پپیہے کی صدا بلند ہو رہی ہے۔

جس طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھو۔ پریم ہی پریم ناچ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دُکھ درد دُنیا سے مٹ گئے ہیں۔ لیکن میں برہ کی ماری ابھی تک کروٹیں لے رہی ہوں۔ پریتم نے وعدہ کیا تھا کہ وہ آجائینگے۔ راہ دیکھتے دیکھتے آنکھیں سُوج گئی ہیں۔ لیکن وہ ابھی تک نہیں آئے۔

ان سے یہ کیسے کہوں کہ پریت کی ریت یہ نہیں ہے۔ ساری دُنیا خوش ہو میں اکیلی دُکھ میں تڑپوں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے!

سکھی! تو کیا جانے کہ میرے من میں کیا ہو رہا ہے۔ کبھی روتی ہوں، کبھی ہنستی ہوں۔ کبھی پگلی عورتوں کی طرح اپنے آپ سے باتیں کرنا شروع کر دیتی ہوں۔ رات کی نیند حرام ہو گئی۔ جو کہیں آنکھ لگ گئی۔ تو وُہی سپنے میں نظر آتے ہیں۔ بلبلا کر پھر اُٹھ بیٹھتی ہوں۔ اور پُوچھتی ہوں پریتم! تم کب واپس آؤگے؟

پریتم جنگ پر کیا گئے۔ مجھ دُکھیاری کے سینے پر آرے چلنے کے لئے یہاں چھوڑ گئے۔ سُنتی ہوں، کہ جنگ میں توپیں ہیں۔ بندوقیں ہیں۔ ہوائی جہاز بم پھینکتے ہیں۔ سکھی! ڈرتی ہوں۔ کہ میرے پریتم کو کہیں خراش نہ لگ جائے۔

سکھی! اب تو جینا حرام ہو گیا ہے۔ گھٹائیں آئیں اور برس کر چلی بھی گئیں۔ ندی غل مچاتی ہُوئی گزر رہی ہے۔ لیکن پیتم ابھی تک نہیں آئے۔

سکھی! بہت ارادہ کرتی ہوں۔ کہ اس دفعہ پیتم جب آئیں گے۔ تو ان کی بے دلی کا گلہ کروں گی۔ لیکن معلوم نہیں انہیں دیکھتے ہی مجھے کیا ہو جاتا ہے۔ سب شکائتیں بھُول جاتی ہوں۔ اور صرف اُن کے مُنہ کی طرف ہی دیکھتی رہتی ہوں۔ اور اپنے ہردے میں ایک سُکھ سا محسوس کرتی ہُوں۔

سکھی! اب تو میری آنکھوں میں نیر بھی نہیں رہا۔ سینے میں ہُوک اُٹھتی ہے۔ تو کلیجہ تھام لیتی ہوں۔ تُوہی بتا پیتم کے بغیر میرے دن کیسے بیتیں گے؟ (ماخوذ)

معلوماتِ عامہ

اندازہ لگایا گیا ہے کہ دُنیا میں بڑے بڑے طُوفان باد اکثر ماہ مئی میں آئے ہیں۔ قحط بھی زیادہ تر مئی اور جُون کے مہینوں میں رُونما ہوتے ہیں +

گلاب کا ایک پونڈ عطر بنانے کے لئے آٹھ ٹن پھُولوں کی ضرورت ہوتی ہے +

ٹراپیکل سکول آف میڈیسن میں سانپ کے زہر کے متعلق تجربہ کیا گیا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوا ہے کہ سانپ کے زہر میں بھی شفا ہے۔ اور اس سے بعض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہلک امراض کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ گنٹھیا اور عصابی امراض کے لئے اسے تریاق قرار دیا گیا ہے۔ نیز جسم کے اندر اگر کوئی رگ پھٹ جائے تو اس زہر کا ٹیکہ کرانا مفید ثابت ہوا ہے۔

امریکہ کی ایک جہاز بنانے والی کمپنی ایک بہت بڑا تفریحی جہاز تیار کر رہی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس جہاز کا طول ۵ ½ فرلانگ اور عرض ڈیڑھ فرلانگ ہوگا۔ اس جہاز میں ایک سینما ہال، ایک رقص گاہ، بیڈمنٹن کھیلنے کا سامان اور ایک چھوٹا سا باغ بھی ہوگا۔ اس میں امریکہ کے متمول لوگ اور سیاح تفریحی سفر کریں گے۔

آتشیں اسلحہ اور ہلاکت بار مشینیں جو عصرِ حاضر کی جنگ میں استعمال ہوتی ہیں۔ مندرجہ ذیل ہیں:۔

عام میدانی توپیں، خچر یا تری کی پہاڑی توپیں، مشین گنیں جو فی دقیقہ دو سے لے کر پانچ سو تک کارتوس خالی کرتی ہیں۔ لوئیس گنیں جو ایک منٹ میں دو سو فائر کرتی ہیں۔ ٹینک یعنی متحرک فولادی قلعے جو اونچ نیچ کو روندتے ہوئے حرکت کر سکتے ہیں۔ مسلحہ کاریں۔ بم۔ بمبار طیارے۔ آتش افروز بم۔ زہریلی گیس چھوڑنے والے بم۔ بندوقیں۔ تباہ کن کشتیاں۔ بحری سرنگیں بچھانے والی اور سمیٹنے والی کشتیاں۔ آبدوز۔ تارپیڈو۔ طیارہ بردار جہاز۔ طیارہ شکن توپیں۔ سنگینیں۔ برچھے۔ نیزے۔ تلواریں۔ کرچیں اور چھرے وغیرہ۔

ہندوستان میں شراب، چرس، بھنگ، پوست، افیون، تمباکو اور سگرٹ پر ہر سال تقریباً ۳۰۹ لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ نیز انگریزوں کی تعداد ہندوستان میں ۲۴۵ لاکھ ہے۔ (محمودہ نزہت)

دہلی میں تحریک جدید کے جلسے

۶ اگست ۱۹۳۹ء ½۴ بجے شام تحریکِ جدید کی اہمیت بیان کرنے کیلئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منشاء کے مطابق بابو اعجاز حسین صاحب مرحوم کے مکان پر جلسہ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظموں کے بعد محترمہ شمیم فاطمہ صاحبہ عارفہ نے سادہ زندگی پر مضمون سنایا۔ پھر محترمہ اہلیہ صاحبہ بابو نذیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ دہلی نے چندہ کے متعلق تقریر کی۔ اس کے بعد اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر شفیع احمد صاحب نے قرآن کریم کی ایک آیت کی تشریح کی۔ بعد ازاں محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ صدیقہ نے سادہ زندگی پر مضمون سنایا۔ پھر محترمہ سکرٹری صاحبہ نے تقریر کی اور بہنوں کو تحریک جدید کے مطالبات پر عمل کرنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد میں نے تحریک جدید کی اہمیت پر تقریر کی۔ چونکہ ہماری فنانشل سکرٹری صاحبہ کسی معذوری کی وجہ سے اپنے کام کو سرانجام نہیں دے سکتیں۔ اسلئے ان کی خواہش پر محترمہ امۃ الحی صاحبہ ہیلتھ وزیٹر کو محاسبہ اور اہلیہ صاحبہ غلام حسین صاحب کو فنانشل سکرٹری مقرر کیا گیا۔

۱۳ اگست۔ صبح آٹھ بجے تحریک جدید کا جلسہ بابو انتظار حسین صاحب کے مکان پر منعقد کیا گیا۔ تلاوت کلام مجید اور نظموں کے بعد محترمہ شمیم فاطمہ صاحبہ عارفہ نے بچوں کو تعلیم کے لئے قادیان بھیجنے کے متعلق۔ اور صابحہ بیگم صاحبہ عقیقہ نے سادہ زندگی پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور محترمہ پریذیڈنٹ صاحبہ نے ہاتھ سے کام کرنے پر مضمون سُنایا۔ محترمہ سکرٹری صاحبہ نے دُعا پر تقریر کی۔ اس کے بعد مولوی عبد المجید صاحب نے تقریر کی اور تحریک جدید کے تمام مطالبات واضح طور پر دُہرائے۔ اسکے بعد مَیں نے تبلیغ پر تقریر کی۔ اور بہنوں کو چندہ کشمیر کی طرف متوجہ کیا۔ اور اسوقت کچھ چندہ وصول بھی کیا گیا +

(خاکسار مبارکہ سُلطانہ حدیقہ نائب سکرٹری لجنہ دہلی)

تِلک لگانا

(از حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

ہندو مرد اور عورتیں جب مندر جاکر بتوں کی پُوجا کرتے ہیں۔ تو پُوجا کے بعد ان کی پیشانی پر تِلک لگایا جاتا ہے۔ جو اس امر کی علامت ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے پُوجا کر لی ہے۔ ہندو عورتوں سے میل جول کے سبب بعض مُسلمان عورتیں بھی تلک کو محض ایک زیبائش خیال کر کے اپنی پیشانی پر تلک لگا لیتی ہیں۔ جو جائز نہیں۔ کیونکہ اس سے مُشرکین کے ساتھ مماثلت مذہبی حاصل ہوتی ہے۔ گویا یہ بھی بتوں کی پُوجا کرنے والی ہیں۔ اس واسطے ایسا نہیں کرنا چاہیئے +

جواہر پارے

(۱) جسم میں قوت نہیں ہے۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ دل قوی ہونا چاہیئے!

(۲) ظاہر باطن کا عنوان ہے!

(۳) آغاز ہی میں انجام کا فکر کرنا چاہیئے!

(۴) خلوص سے خالی عبادت ریاکاری ہے!

(۵) قوم کی پھوٹ پیام موت ہے!

(ایس۔ بی۔ رعنا)

خطرناک غلطیاں

(۱) اس خیال میں مست رہنا۔ کہ میں ہمیشہ تندرست خوبصورت اور تونگر رہوں گا۔

(۲) اس نیت سے عیب کرنا کہ صرف دو چار مرتبہ کر کے چھوڑ دُوں گا۔

(۳) اپنا راز کسی دُوسرے کو بتا کر اُس سے پوشیدہ رکھنے کی درخواست کرنا (۴) جو کام اپنے سے نہ ہو سکے اُسے سب کے لئے ناممکن العمل خیال کرنا (۵) اپنے آپکو سب سے زیادہ عقلمند اور لائق آدمی تصوّر کرنا + (ماخوذ)

(امۃ اللہ صلاح الدین از فیروز پور)

دمہ کے لئے ایک مجرب نسخہ

دھتورہ سیاہ معہ پتے و پھل و شاخ و جڑ نصف سیر۔ آک یعنی مدار معہ پتے و پھول و شاخ و جڑ نصف سیر۔ ارنڈ معہ پھل و پتے و شاخ نصف سیر۔ قلمی شورہ ایک پاؤ۔ علاوہ قلمی شورہ۔ تینوں چیزوں کو ہاون دستہ میں خوب کوٹیں۔ اور انکی تین ٹکیاں مانند روٹیاں بنائیں۔ بعد ازاں ایک مٹی کی ہانڈی میں ایک ٹکیہ رکھکر اُس پر نصف پاؤ قلمی شورہ بچھا دیں۔ پھر اُوپر ایک ٹکیہ رکھدیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اُوپر نصف پاؤ قلمی شورہ بچھادیں۔ بعد ازاں تیسری ٹکیہ رکھیں۔ پھر ہانڈی کے مُنہ پر ایک مٹی کی رکابی دیکر مٹی سے خوب بند کریں۔ بعد ازاں ایک کپڑے کو خوب گارے میں لت پت کر کے ہانڈی کے اردگرد لپیٹ دیں۔ اسی طرح تین چار دفعہ لپیٹیں بعد خشک ہونے کے ہوا سے محفوظ جگہ پر ایک من اُپلوں کی آگ کسی گڑھے میں دیں۔ جب خوب سرد ہو جائے تو ہانڈی کو نکال کر دوائی کو حفاظت سے نکال لیں +

ترکیب استعمال:۔ تین ماشہ صبح ہتھیلی پر رکھکر دوائی میں نصف لیموں نچوڑ کر ملالیں۔ اور سونف کے عرق کے ہمراہ کھا جائیں، اسی طرح قریب چار بجے شام پھر ایک خوراک رات کو سوتے وقت۔ پندرہ ۱۵ روز تک مریض کو دوائی کھلائیں

پرہیز:۔ تیل، تُرش اشیاء۔ اور بادی اشیاء مرچ سُرخ سے۔ غذا:۔ نرم یعنی دلیا یا مونگ کی دال یا سبزی وغیرہ۔ گھی کھانے کو کم دیں +

(اقبال خانم قلعہ صُوبا سنگھ)

لطائف

(۱) وکیل۔ ٹھیک ٹھیک بتاؤ تم نے چوری کی ہے یا نہیں؟

ملزم۔ واہ وکیل صاحب یہ بھی کوئی پُوچھنے کی بات ہے۔ اگر چوری نہ کی ہوتی۔ تو آپ کو فیس کہاں سے دیتا +

(۲) مجسٹریٹ۔ مجھے اُمّید ہے کہ اب آئندہ میں تمہیں اس عدالت میں پیش ہوتے نہیں دیکھونگا +

ملزم۔ تو کیا آپ ریٹائر ہونے والے ہیں +

(۳) والد۔ آج تم اپنی جماعت میں کیسے رہے؟

بیٹا۔ سب سے اُونچا رہا!

والد۔ تو کیا تمہارے سارے ہی جواب درست تھے۔

بیٹا۔ نہیں میں تمام دن کھڑا رہا +

(۴) مجسٹریٹ۔ جو کچہری کی کارروائی میں شور مچائیگا۔ اُسے فوراً نکال دیا جائیگا۔

ملزم۔ تو حضور میں شور مچاتا ہوں۔ سب سے پہلے مجھے نکال دیجئے +

(۵) کوتوال۔ تم نے دن کو کیوں نقب لگائی!

ملزم۔ حضور مجھے رات کو بہت نیند آتی ہے +

(۶) مہمانوں کے استقبال کے لئے ایک شخص دروازے میں کھڑا تھا۔ گھر والے نے اُسے ہدایت کر دی تھی۔ کہ جو آئے اسکا نام بلند آواز سے پکارے۔ چنانچہ ایک خاندان کے آنے پر وُہ پکارا مسٹر جونز مسز جونز۔ ماسٹر جونز۔ مس جونز تشریف لاتے ہیں۔ گھر والے نے ڈانٹ کر کہا۔ مختصر پیرایہ میں اعلان کرنا چاہیئے۔ اتفاق سے دُوسرا خاندان مسٹر آنہ کا تھا۔ چنانچہ مسٹر آنہ انکی بیوی مسز آنہ اور بیٹا ماسٹر آنہ اور بیٹی مس آنہ آئے۔ اور دربان نے چلّا کر کہا لیجئے صاحب "چونّی" آگئی +

(۷) ڈاکٹر (مریض سے) کیا تمہیں کبھی معلوم ہوا ہے کہ تمہارا دل بیٹھ رہا ہے۔

مریض۔ ہاں جب کبھی میں جوا ہارتا ہوں تو ایسا ہی

(مصباح سے بعض لطائف ماخوذ از الفضل ۔ (اسلام قادیان))

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محکمہ ڈاک کے فوائد

زمانۂ حال میں جس قدر نعمتیں اور آسائشیں انسانوں کو حاصل ہیں۔ اُن میں سے ایک بہت بڑی نعمت ڈاک خانہ کا انتظام ہے۔ جب پوسٹ آفس نہ تھے۔ خطوط بھیجے نہ جا سکتے تھے۔ صرف ہرکارے ہوا کرتے تھے۔ وہ بھی بادشاہوں اور نوابوں کے خطوط پہنچانے کے لئے۔ عوام کو اس معاملہ میں بڑی دقّت کا سامنا ہوتا تھا۔ دور دراز مقامات کی طرف خط بھیجنا تو بالکل ناممکن تھا +

شروع میں جب پوسٹ آفس بنا تو وہ صرف بادشاہوں کے احکام لیجانے کے لئے تھا۔ عام لوگ اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکتے تھے۔ آہستہ آہستہ ڈاک میں پرائیویٹ چٹھیاں بھی جانے لگیں۔ لیکن عوام کو بڑی بھاری فیس ادا کرنی پڑتی تھی۔ ملکہ وکٹوریہ کے ابتدائی عہد میں انگلینڈ میں ڈاک خانے قائم ہو چکے تھے۔ لیکن لوگ محصول کے متحمل نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے محصول ڈاک سے بچنے کے لئے کئی قسم کے فریب کیا کرتے +

آج کل پنی پوسٹیج کے اجراء سے ڈاک کا خرچ بہت کم رہ گیا ہے۔ ان کا اجراء سولینڈ ہل انگلینڈ کے ایک آدمی نے کیا۔ اس نے سب سے پہلے محصول کی کمی کا سوال اُٹھایا۔ پمفلٹ چھپوائے۔ اور پارلیمنٹ کے سامنے ان تجاویز کو پیش کیا۔ کہ محصول وہ شخص ادا کرے جو خط روانہ کرے۔ اور پوسٹیج ٹکٹ ایجاد کئے جائیں۔ پارلیمنٹ نے ان تجاویز کو منظور کیا۔ چنانچہ ۱۸۴۰ء میں سب سے پہلے ٹکٹ تیار ہوئے۔ پہلے ان کا رنگ سیاہ تھا۔ بعد میں سُرخ کیا گیا۔ ڈاک کے اس مفید طریق کو دیکھتے ہوئے۔ بعد میں امریکہ اور پھر فرانس نے ٹکٹ ایجاد کئے +

سرکاری ڈاک کا محکمہ ہندوستان میں ۱۸۲۷ء میں قائم ہوا۔ شروع میں محصول وزن اور فاصلے کے لحاظ سے ادا کرنا پڑتا تھا۔ لیکن ۱۸۵۵ء میں اس کی اصلاح کی گئی۔ اور ڈاکخانہ کے ٹکٹ ایجاد ہوئے۔ اب تو تین پیسہ کا کارڈ حکومتِ ہند میں تین ہزار میل کے فاصلہ میں زیادہ سے زیادہ ۷۲ گھنٹہ میں پہنچ جاتا ہے +

ڈاکخانہ کے ذریعہ صرف خطوط ہی نہیں جاتے بلکہ پارسل، وی پی، منی آرڈر وغیرہ بھی بھیجے جاتے ہیں۔ سیونگ بینک میں روپیہ بھی جمع کرایا جاتا ہے +

(محمودہ ثروت قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

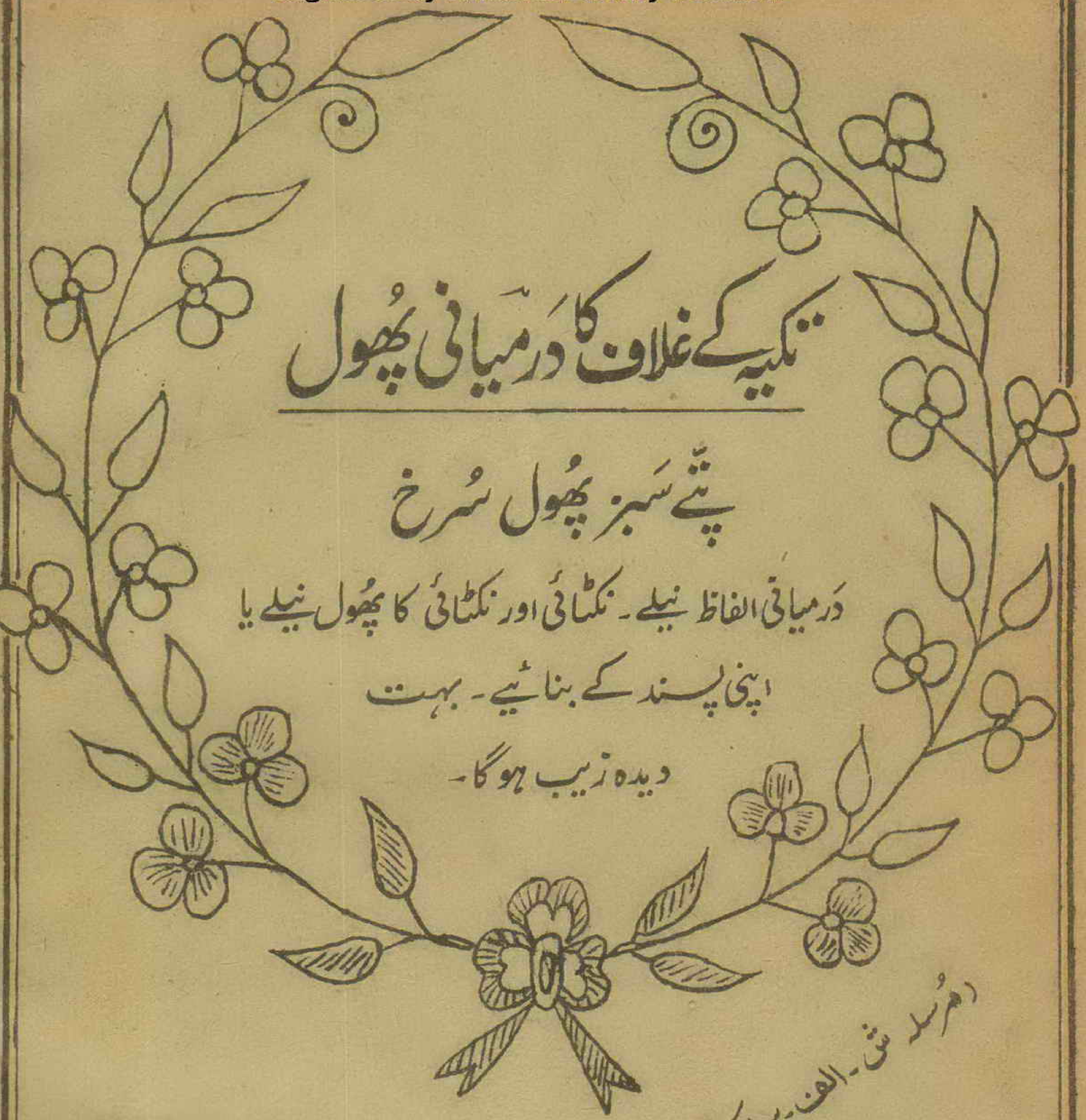

تکیہ کے غلاف کا درمیانی پھول

پتّے سبز پھول سُرخ

درمیانی الفاظ نیلے۔ نکٹائی اور نکٹائی کا پھول نیلے یا
اپنی پسند کے بنائیے۔ بہت
دیدہ زیب ہوگا۔

رومال کا کلیش نمونہ

(مرسلہ ش۔ الف۔ سیالکوٹی)

پتّے سبز۔ شیڈ دار۔ پھول سرخ

بہت ہی خوبصورت معلوم ہوگا۔

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان رسالہ کیلئے قادیان سے شائع کیا